THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Thursday, the May 07, 2026
(361st Session)
Volume XVII, No. 01
(Nos.)

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad

Volume XVII	SP.XVII(01)/2026
No. 03	15

Contents

1. Recitation from the Holy Quran 2
2. Motion under Rule 263 for dispensation of Rules 7
3. Motion under Rule 263 for dispensation of Rules 10
4. Condemnation Resolution moved by Senator Atta-ur-Rehman regarding the killing of renowned cleric and ex-JUI MPA Moulana Idrees in Charsaddah 10
5. Resolution moved by Dr. Tariq Fazal Chaudhary, Minister for Parliamentary Affairs paying tributes to all the institutions of Pakistan, the security agencies and the Pakistan Armed Forces for their commitment, courage and sacrifices made for national security, sovereignty, dignity and protection 11
6. Questions and Answers 12
7. Point raised by Senator Syed Ali Zafar regarding non-disclosure of health details of incarcerated Bushra Bibi 15
    - *Senator Rana Sanaullah Khan 17*
    - *Senator Aimal Wali Khan 20*
8. Leave of Absence 30
9. Motion under Rule 263 moved for dispensation of Rules 32
10. Islamabad Capital Territory Local Government (Amendment) Ordinance, 2026 (Ordinance No.II of 2026) ... 32
11. Calling Attention Notice moved by Senator Sherry Rehman regarding the alleged forced eviction of the residents of Bari Imam area Islamabad by the Police without any resettlement or rehabilitation arrangements 33
    - *Senator Muhammad Tallal Badar 35*
    - *Dr. Tariq Fazal Chaudhary (Minister for Parliamentary Affairs) 39*

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Thursday, the May 07, 2026

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at seven minutes past five in the evening with Mr. Deputy Chairman (Senator Syedaal Khan) in the Chair.

<u>Recitation from the Holy Quran</u>

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۵﴾ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ
بَاقٍ ؕ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْۤا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ
فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۷﴾

ترجمہ: اور اللہ سے جو تم نے عہد کیا ہے (اس کو مت بیچو اور) اس کے بدلے تھوڑی سی قیمت نہ لو۔ (کیونکہ ایفائے عہد کا) جو (صلہ) اللہ کے ہاں مقرر ہے وہ اگر سمجھو تو تمہارے لیے بہتر ہے۔ جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جاتا ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ باقی ہے (کہ کبھی ختم نہیں ہوگا) اور جن لوگوں نے صبر سے کام لیا ہم ان کو ان کے اعمال کا بہت اچھا بدلہ دیں گے۔ جو شخص نیک کام کرے گا، اچھا عمل کرے گا مرد ہو یا عورت اور وہ مومن بھی ہوگا تو ہم اس کو (دنیا میں) پاک (اور آرام کی) زندگی سے زندہ رکھیں گے اور (آخرت میں) ان کے اعمال کا نہایت اچھا صلہ دیں گے۔

(سورۃ النحل: آیات ۹۵ تا ۹۷)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جزاک اللہ۔ اب میں Presiding Officers کے Panel کا اعلان کرتا ہوں۔ قواعد وضوابط کارروائی سینیٹ ۲۰۱۲ء کے قاعدہ ۱۴کی ذیلی قاعدہ(۱) کے پیرائے میں سینیٹِ پاکستان کے ۳۶۱ویں اجلاس کی کارروائی کے لیے درج ذیل ترجیحی ترتیب سے حسب ذیل اراکین کیPresiding Officers کےPanel کو نامزد کرتا ہوں:

۱۔ سینیٹر شیری رحمان صاحبہ

۲۔ سینیٹر پرویز رشید صاحب

۳۔ سینیٹر محمد عبدالقادر صاحب

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: چونکہ معاملہ President کے خطاب سے متعلق ہے، اس حوالے سے قانون کے مطابق Point of Orderپر بات نہیں ہو سکتی۔ جی، Order No. 2 وقفۂ سوالات ہے۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ چونکہ Advisory میں بیٹھے ہوئے تھے، اسی حوالے سے بات ہوئی کہ جب Presidentکے خطاب پر بات کرنی ہو توRules اور قانون کے مطابق چیزیں نہیں ہو سکتی، پھر بعد میں آپ حکومت کے ساتھ بھی مشورہ کر لیں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، سوال نمبر 1 سینیٹر طلحہ محمود صاحب۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: نہیں، Rulesکے مطابق، ڈاکٹر صاحب، نہیں ہو سکتا ناں۔Presidentکے خطاب کے دوران یہ نہیں ہو سکتا۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئر مین : آپ لوگ تو ماشاء اللہ خود قانون پڑھتے ہیں، قانون کی بات کرتے ہیں، آئین کی بات کرتے ہیں تو اگر آپ لوگ قانون کی خلاف ورزی کریں گے تو پھر باقیوں سے گلہ نہیں ہے۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئر مین :آپ لوگوں نے پوری زندگی اسی حوالے سے۔۔۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئر مین : نہیں قانون کے مطابق President کے خطاب کے دوران۔۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئر مین : نہیں آپ قانون دیکھ لیں۔ قانون کے مطابق نہیں ہو سکتا۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئر مین :ایوان کو قانون کے مطابق۔۔۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئر مین : اس پر قانون کے مطابق بات کریں گے۔ پہلے تھوڑا سا Business کر لیتے ہیں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئر مین : سینیٹر سید علی ظفر صاحب قانون کے مطابق، جب President کا خطاب ہو تو یہ نہیں ہو سکتا۔ نہیں ہو سکتا ناں۔
۔آپ اپنے دوستوں کو سمجھا دیجیے، پلیز۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئر مین : جی، ڈاکٹر طارق فضل چوہدری Minister for Parliamentary Affairs صاحب آپ قانون کی شقیں ذرا چیزیں بتا دیں۔

جناب ڈاکٹر طارق فضل چوہدری (وزیر برائے پارلیمانی امور): جناب چیئرمین! میری اپوزیشن کے معزز ممبران سے گزارش ہے کہ Rules of Business میں بھی یہی ہے کہ Question Hour سب سے پہلے لیا جاتا ہے اور وہ mainly Opposition کا ہوتا ہے۔ اگر Question Hour ہو جائے، اس کے بعد most welcome آپ سب سے پہلے ان کو وقت دے دیں، ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میرے خیال میں تھوڑا سا Business چلنے دیں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: No cross talk سینیٹر مشال اعظم صاحبہ۔ نہیں، قانون کے مطابق House چلے گا۔ جب President کے خطاب کا Agenda میں شامل ہو تو کوئی Point of Order پر آج بات نہیں ہو سکتی۔ جی، سوال نمبر۔1 سینیٹر طلحہ محمود صاحب۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: دیکھیں، منسٹر صاحب کے Question Hour کے بعد فوراً آپ کر لیں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: ڈاکٹر صاحب پلیز۔ یہ تھوڑا سا Business ہے سوالات کے فوراً بعد آپ لوگوں کو time مل جائے گا۔ ڈاکٹر صاحب! آپ ماشاءاللہ روزانہ talk shows میں بیٹھ کر قانون اور آئین کی بات کرتے ہیں۔ آج اس کی۔۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی پانچ، چھ سوالات ہیں اس کے فوراً بعد آپ کو time ملے گا۔ سینیٹر عون عباس بپی صاحب آپ نے پوری زندگی قانون کی بالادستی کے لیے کام کیا ہے۔ نہیں کیا، پھر بیٹھ جائیں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر علی ظفر صاحب آپ خود جانتے ہیں کہ Question Hour کے فوراً بعد آپ کو۔۔۔۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، معرکہ حق کے حوالے سے دعا بھی کرواتے ہیں۔ڈاکٹر صاحب۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، آپ کو وقت دیں گے۔۔۔

(جاری۔۔۔T02)

T02-07May2026 Tariq/Ed: Shakeel. 05:20 pm

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی آپ کو وقت دیں گے۔۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ لوگ آپس میں decide کرلیں، مگر rules یہ کہتے ہیں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر فلک ناز صاحبہ، آج آپ اپوزیشن لیڈر کی کرسی پر بیٹھ رہی ہیں۔انہیں change کر رہے ہیں؟آپ بیٹھ کر دکھائیں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: ایک منٹ مولانا صاحب۔ مولانا صاحب دعا کریں گے۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: ڈاکٹر صاحب، آپ اپنی سیٹ پر آجائیں۔جو اہم بات ہے وہ یہ ہے کہ آج چونکہ پچھلے سال انہی تاریخوں میں معرکہ حق کے حوالے سے ہماری مسلح افواج نے، حکومت نے اور پاکستان کے تمام stake holders نے بشمول اپوزیشن کے سب نے اس دن کو 14

اگست کے بعد، 28 مئی کے بعد، 23 مارچ کے بعد اگر کوئی قومی دن ہے تو وہ معرکہ حق ہے تو ہم ان تمام سپاہیوں سے لے کر مسلح افواج کو دل کی گہرائیوں سے ہم نے جو عظیم جنگ جیتی ہے اس پر پورے ایوان کی طرف سے خراج تحسین بھی پیش کرتے ہیں۔ میرے خیال میں پہلے معرکہ حق کے حوالے سے قرارداد لائی جائے۔ وہ سب سے ضروری ہے۔ جی ڈاکٹر طارق فضل چوہدری صاحب۔

جناب ڈاکٹر طارق فضل چوہدری (وفاقی وزیر برائے پارلیمانی امور): شکریہ جناب۔ میں پہلے motion move کر لیتا ہوں:

Motion under Rule 263 for dispensation of Rules

Motion under rule 263: I hereby move under rule 263 of the Rule of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012 that the requirement of Rules 229,

جناب ڈپٹی چیئرمین: ایک منٹ، ایک منٹ۔

جناب ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: جناب قرارداد تو تب ہی ہو گی پہلے motion تو پڑھنا پڑے گا۔ جناب میں rules suspend کرنے کی بات کر رہا ہوں۔

Sir, I hereby move under rule 263 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012 that the requirement of Rules 26, 29, 30 and 133 of the said rules be suspended with to move a resolution.

جناب ڈپٹی چیئرمین: اب میں تحریک کو ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

(تحریک متفقہ طور پر منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی ڈاکٹر صاحب۔

(مداخلت)

جناب ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: بہت شکریہ، جناب چیئرمین! جناب یہ ایوان بالا پاکستان کی خود مختاری، سلامتی اور قومی وقار کے تحفظ کے لیے افواج پاکستان، سیکورٹی اداروں اور پاکستانی۔۔۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر مشعال آپ اپنی سیٹ پر بیٹھ جائیں۔

(مداخلت)

جناب ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: جناب جب وہ submit کریں گے تو ہم اسے add کر لیں گے۔ جناب آپ جو ہمیں دیں گے ہم ان شاءاللہ تعالیٰ اسے incorporate کرکے، جو سینیٹ میں جمع ہو گی اس میں incorporate کراکے آپ سے متفقہ دستخط کرالیں گے۔

(مداخلت)

جناب ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: جناب اپوزیشن سے ہم نے consult کرکے ہی اسے present کر رہے ہیں۔

(مداخلت)

جناب ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: پہلے پڑھنے دیں اسے edit کر لیتے ہیں حاجی صاحب۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی ڈاکٹر صاحب، please move کریں۔

(مداخلت)

جناب ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: آپ amendment دے دیں، ہم اسے incorporate کر لیں گے۔ جناب پیش کر لیتے ہیں اس کے بعد اپوزیشن جو amendment دے گی ہم اسے incorporate کرنے کے لیے تیار ہیں۔ جناب یہ قومی دفاع اور ملکی سلامتی کا

issue ہے، اس میں کوئی سیاسی بات نہیں ہے۔ جس طرح سے پاکستان کو اللہ نے عزت دی ہے بیان المرصوص اور معرکہ حق میں اس کا ایک سال مکمل ہونے کو ہے، ہم مسلح افواج کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے قوم نے جو عزم اور بہادری کا مظاہرہ کیا ہے ہم انہیں خراج تحسین پیش کرنے کے لیے یہ قرارداد پیش کر رہے ہیں، اس میں کوئی سیاسی بات نہیں ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اس میں اگر کوئی چیز ہے تو آپ ایک منٹ میں دے دیں جو آپ add کرنا چاہتے ہیں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: میرے خیال میں آج کے اجلاس کا حق تو یہی ہے کہ معرکہ حق کے حوالے سے اسے شروع کیا جائے۔

آگے جاری۔۔۔(T-03)

T03-07May2026 Rafaqat Waheed/Ed: Shakeel 5:30 pm

جناب ڈپٹی چیئرمین: میرے خیال میں آج کے اجلاس کا حق تو یہی ہے کہ معرکہؑ حق کے حوالے سے اس کو شروع کیا جائے۔ آپ ان کو دے دیں، یہ اس میں add کریں گے۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: ناصر محمود بٹ صاحب! آپ پلیز بیٹھ جائیں۔ علامہ صاحب! جو بھی چیز ہے، ان کو دیں۔

جناب طارق فضل چوہدری: میں عرض کر رہا ہوں کہ آپ اس میں جو editing کریں گے، ہم incorporate کرکے سیکرٹریٹ کو submit کریں گے اور میڈیا کو release کریں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: علامہ صاحب! یہ بات تو ایڈوائزری کمیٹی میں طے بھی ہوئی تھی۔ مولانا صاحب! آپ بھی بیٹھیں۔ یہی طے ہوا تھا کہ یہ قرارداد پیش کریں گے اور اس کے بعد اس پر سارے اراکین بات بھی کریں گے۔ آپ جو بھیجنا چاہتے ہیں، بھیج دیں۔

جناب طارق فضل چوہدری: میں ان سے لے لیتا ہوں۔ ہم ان کی رائے کو incorporate کر لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: کوئی ایشو نہیں ہے۔ چاہے آپ لوگ جتنا بھی اظہار خیال کریں مگر ہم نے ان شاءاللہ، آج سینیٹ کی کارروائی شروع کرنی ہے۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: مشال! آپ کی حاضری ہو گئی۔ مولانا عطاء الرحمان صاحب! آپ مولانا ادریس صاحب کے حوالے سے قرارداد لائیں۔

سینیٹر عطاء الرحمان: پہلے تو میں گزارش کروں گا کہ مولانا شیخ ادریس صاحب کے حق میں دعائے مغفرت کی جائے، اس کے بعد پھر قرارداد لاتے ہیں۔

(اس موقع پر مولانا ادریس صاحب کے لیے دعائے مغفرت کی گئی)

<u>Motion under Rule 263 for dispensation of Rules</u>

Senator Atta-ur-Rehman: Before moving the resolution, I hereby move under Rule 263 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012 that the requirements of Rule 26, 29, 30 and 133 of the said Rules be dispensed with in order to move a resolution.

جناب ڈپٹی چیئرمین: اب میں مولانا صاحب کی تحریک کو ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی قرارداد پیش کریں۔

<u>Condemnation Resolution moved by Senator Atta-ur-Rehman regarding the killing of renowned cleric and ex-JUI MPA Moulana Idrees in Charsaddah</u>

سینیٹر عطاء الرحمان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں اس معزز ایوان میں ملک کے نامور عالم دین، سابق ممبر صوبائی اسمبلی خیبر پختونخوا اور جمعیت علماء اسلام کے صوبائی سرپرست، اسی طرح رکن مرکزی مجلس شوریٰ جمعیت علماء اسلام پاکستان، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس صاحب

کے بہیمانہ قتل کے خلاف ایک مشترکہ مذمتی قرارداد پیش کرتا ہوں اور قاتلوں کو فی الفور گرفتاری اور کیفر کردار تک پہنچانے کی سفارش کی جاتی ہے۔ میں پورے ایوان سے درخواست کروں گا کہ اس مذمتی قرارداد کی تائید کریں اور اس کو منظور بھی کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اب میں قرارداد کو ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

(قرارداد متفقہ طور پر منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی ڈاکٹر طارق فضل چوہدری صاحب۔

<u>Resolution moved by Dr. Tariq Fazal Chaudhary, Minister for Parliamentary Affairs paying tributes to all the institutions of Pakistan, the security agencies and the Pakistan Armed Forces for their commitment, courage and sacrifices made for national security, sovereignty, dignity and protection</u>

جناب طارق فضل چوہدری: بہت شکریہ۔ جناب! میں آپ کی اجازت سے ایوان میں یہ قرارداد پیش کرنا چاہتا ہوں کہ ایوان بالا پاکستان کی خود مختاری، سلامتی اور قومی وقار کے تحفظ کے لیے افواج پاکستان، سکیورٹی اداروں اور پوری پاکستانی قوم کو ان کی بے مثال قربانیوں، جرأت اور عزم کو خراج تحسین پیش کرتا ہے۔

یہ ایوان معرکۂ حق اور آپریشن بنیان المرصوص میں افواج پاکستان کی پیشہ ورانہ مہارت، بروقت حکمت عملی اور دشمن کے ناپاک عزائم کو ناکام بنانے پر انہیں سلام پیش کرتا ہے جس کے نتیجے میں بھارتی آپریشن سندور کو موثر انداز میں ناکام بنایا گیا اور دشمن کو یہ واضح پیغام دیا گیا کہ پاکستان اپنی سلامتی، خود مختاری اور قومی مفادات کے تحفظ کی مکمل صلاحیت رکھتا ہے۔

یہ ایوان وزیراعظم پاکستان اور صدر پاکستان کی مدبرانہ قیادت، قومی یکجہتی کے فروغ اور عالمی سطح پر پاکستان کے موقف کو موثر انداز میں اجاگر کرنے کی کاوشوں کو سراہتا ہے۔

یہ ایوان فیلڈ مارشل سید عاصم منیر کی جرات مندانہ قیادت، عسکری حکمت عملی اور ملکی دفاع کے لیے ان کی غیر معمولی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتا ہے جنہوں نے افواج پاکستان کے مورال پیشہ ورانہ صلاحیت اور قومی دفاع کو مزید مضبوط بنایا۔

یہ ایوان افواج پاکستان کے تمام شہداء اور غازیوں کو سلام عقیدت پیش کرتا ہے جنہوں نے مادر وطن کے دفاع کے لیے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔

اسی طرح یہ ایوان ان معصوم شہریوں، سویلین شہداء کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہے جو دشمن کی جارحیت اور دہشت گردی کے واقعات میں شہید ہوئے اور ان کے اہل خانہ کے ساتھ مکمل یکجہتی کا اظہار کرتا ہے۔

یہ ایوان اس عزم کا اعادہ کرتا ہے کہ پوری پاکستانی قوم اپنی افواج کے شانہ بشانہ کھڑی ہے اور پاکستان کے دفاع، سالمیت اور استحکام پر کوئی سمجھوتہ نہیں کیا جائے گا۔

یہ ایوان پاکستان کی تمام سیاسی جماعتوں اور میڈیا کے کردار کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہے۔ مزید براں یہ ایوان عالمی برادری پر زور دیتا ہے کہ وہ خطے میں امن، استحکام اور بین الاقوامی قوانین کی پاسداری کو یقینی بنانے کے لیے اپنا کردار ادا کریں اور جنوبی ایشیا میں کشیدگی بڑھانے والے اقدامات کی حوصلہ شکنی کرے۔ قرارداد متفقہ طور پر منظور کی جائے۔ بہت شکریہ جناب۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اب میں قرارداد کو ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

(قرارداد منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: اب ہم بزنس کی طرف آتے ہیں۔ سوال نمبر ایک، سینیٹر طلحہ محمود صاحب۔

Questions and Answers

(Q. No.1)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔ (T04 پر جاری ہے)

T04-7May2026 Abdul Razique/Ed:Waqas Khan 05:40 p.m.

جناب ڈپٹی چیئرمین: اب ہم ایوان کی کارروائی کی طرف آتے ہیں۔ سوال نمبر 1۔ سینیٹر محمد طلحہ محمود صاحب۔ وہ موجود نہیں ہیں۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

(Q. No. 1)

(اس موقع پر اپوزیشن اراکین چیئرمین ڈائس کے سامنے کھڑے ہو کر احتجاج کرنے لگے)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سوال نمبر 2۔ سینیٹر محمد طلحہ محمود صاحب۔ وہ موجود نہیں ہیں۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

(Q. No. 2)

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سوال نمبر 3۔ سینیٹر محمد طلحہ محمود صاحب۔ وہ موجود نہیں ہیں۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

(Q. No. 3)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سوال نمبر 4۔ سینیٹر ڈاکٹر زرقا سہروردی تیمور۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

(Q. No. 4)

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: میں اپوزیشن اراکین سے یہی کہوں گا کہ یہ جو کہہ رہے ہیں، اس متعلق کوئی rule نہیں ہے۔ سوال نمبر 5۔ سینیٹر انوشہ رحمان صاحبہ۔ سینیٹر صاحبہ نے سوال defer کرنے کی گزارش کی ہے۔ اسے defer کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 6۔ سینیٹر انوشہ رحمان صاحبہ۔ اسے بھی defer کیا جاتا ہے۔ سوال نمبر 7۔ سینیٹر ڈاکٹر زرقا سہروردی تیمور۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

(Q. No. 7)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سوال نمبر 8۔ سینیٹر انوشہ رحمان صاحبہ۔ سینیٹر صاحبہ نے سوال defer کرنے کی گزارش کی ہے۔ اسے defer کیا جاتا ہے۔ سوال نمبر 9۔ سینیٹر جان محمد۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

(Q. No. 9)

جناب ڈپٹی چیئرمین: میں اپوزیشن اراکین سے یہی کہوں گا کہ ہم آپ کی ذاتی خواہشات پر rules معطل نہیں کر سکتے ہیں۔ سوال نمبر 10۔ سینیٹر ثمینہ ممتاز زہری صاحبہ۔ وہ موجود نہیں ہیں۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

(Q. No. 10)

جناب ڈپٹی چیئرمین: اگلا سوال نمبر11۔ سینیٹر حاجی ہدایت اللہ خان صاحب۔

(Q. No. 11)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے؟

سینیٹر ہدایت اللہ خان: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وزیر انچارج برائے کابینہ ڈویژن بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ اوگرا کی جانب سے مقررہ اعلان کردہ ایل پی جی کی قیمتوں اور اسلام آباد میں ڈیلرز کی جانب سے وصول کیے جانے والے قیمتوں میں عموماً فرق پایا جاتا ہے، اگر ایسا ہے تو اس کی تفصیلات کیا ہیں اوراس حوالے سے کوئی کارروائی عمل میں نہ لانے کی کیا وجوہات ہیں؟

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: ایک منٹ۔جی وزیر برائے پارلیمانی امور۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: آج میں اپوزیشن اراکین کو special relaxation دے رہا ہوں۔جی سینیٹر علی ظفر صاحب۔آپ سپریم کورٹ بار کے صدر رہے ہیں اور rules جانتے ہیں۔آج اس حوالے سے کوئی rule نہیں ہے لیکن پھر بھی آپ رنگ میں رنگ گئے ہیں۔ اپوزیشن اراکین اپنی نشستوں پر چلے جائیں۔ سینیٹر ایمل ولی خان! میں لیڈر آف دی اپوزیشن کو کیسے وقت دوں کیونکہ وہ خود بیٹھ گئے ہیں۔جی ڈاکٹر طارق فضل چوہدری صاحب۔

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: بہت شکریہ، جناب چیئرمین! میری گزارش یہ ہے کہ ایوان کی کارروائی کو معمول کے مطابق چلانے اور ایک خوشگوار ماحول کے لیے اپوزیشن سے یہ بات اجلاس کے شروع میں طے ہوئی تھی کہ دو قراردادیں پاس ہوں گی اور اس کے

بعد انہیں point of order پر بات کرنے کے لیے موقع دیا جائے گا۔ میری آپ سے گزارش یہ ہے کہ چونکہ یہ بات ہم نے ان سے طے کی تھی اور آپ کو submit بھی کی تھی کہ انہیں موقع دیا جائے کیونکہ ہم نے ان سے یہ بات بطور وعدہ کی تھی، شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی پہلے لیڈر آف دی اپوزیشن۔ آپ پہلے بات نہیں کریں گے۔ جی ٹھیک ہے۔ پی ٹی آئی پارلیمانی لیڈر سینیٹر علی ظفر صاحب۔

Point raised by Senator Syed Ali Zafar regarding non-disclosure of health details of incarcerated Bushra Bibi

سینیٹر سید علی ظفر: سب سے پہلے تو آپ کا شکریہ کہ آپ نے وعدہ نبھایا۔ جناب چیئرمین، کل سے ایک خبر گردش کر رہی ہے کہ کل رات کو بشریٰ بی بی جو عمران خان صاحب کی اہلیہ ہیں، انہیں اچانک اور بڑے خفیہ انداز میں اسپتال لے جایا گیا اور پھر اسپتال سے ان کو واپس اڈیالہ جیل منتقل کر دیا گیا۔ اس خبر سے پوری قوم شدید تشویش کا شکار ہے۔ یہ معاملہ بڑا پراسرار ہو گیا ہے اور انسانی حقوق کی سنگین خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ بہت سارے سوالات اٹھتے ہیں اور وہ سوالات کچھ ایسے ہیں کہ اگر بشریٰ بی بی کی طبیعت خراب ہے تو ہمیں اور قوم کو کیوں نہیں بتایا جا رہا کہ کیا مسئلہ ہے اور کیا بیماری ہے۔ اگر ان کو اسپتال لے کر گئے ہیں تو کیوں نہیں بتایا جا رہا کہ کس اسپتال میں لے کر گئے ہیں۔ اگر ان کے tests ہوئے ہیں تو کیوں نہیں بتایا جا رہا کہ کیا tests ہوئے ہیں۔ کون سے ڈاکٹر نے ان کا علاج کیا ہے، یہ کیوں نہیں بتایا جا رہا ہے۔ اگر وہ بیمار تھیں تو ان کو واپس کیوں راتوں رات جیل منتقل کر دیا گیا۔ یہ سارے سوالات ہیں۔ میں نے حکومت سے بھی رابطہ کرنے کی کوشش کی اور ابھی floor پر اور ایوان کے سامنے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ ان کی اور jail authorities کی جو یہ خاموشی ہے، یہ کیوں ہے۔ یہ معاملات کو مزید مشکوک بنا رہی ہے۔ بشریٰ بی بی پچھلے چند ماہ سے قید تنہائی میں ہیں۔ وہ ذہنی دباؤ میں ہیں اور انہیں سخت حالات کا سامنا ہے۔ ان کے ذاتی ڈاکٹروں کو رسائی نہیں۔ ان کی جو اہل خانہ ہے، ان کی بیٹیاں اور بیٹے ہیں، ان سے ملاقات نہیں کرائی جا رہی ہے۔ ان کا جو علاج ہو رہا ہے اور ان کی طبیعت جو خراب ہو رہی ہے، اسے خفیہ طور پر چھپائے رکھا جا رہا ہے۔ نہ صرف یہ انسانیت کے خلاف ہے بلکہ یہ ہر قسم کے انسانی اور بنیادی حقوق کی بھی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ یہ ایک بہت افسوسناک بات ہے کہ ایک خاتون جو کہ قیدی ہیں، ان کے علاج کے لیے انہیں مناسب سہولیات ہی نہیں دی جا رہی ہیں۔ سیاسی اختلافات اپنی جگہ لیکن صحت اور زندگی کو خطرے میں ڈالنا ہمیں قبول نہیں۔۔۔۔ (جاری T05)

سینیٹر سید علی ظفر: (جاری۔۔۔) بہت افسوسناک بات ہے کہ ایک خاتون، جو کہ قیدی ہیں، ان کو مناسب سہولیات ہی نہیں دی جا رہیں ان کے علاج کے لیے۔ سیاسی اختلافات اپنی جگہ، لیکن صحت اور زندگی کو خطرے میں ڈالنا ہمیں قبول نہیں، ہر گز قبول نہیں۔ کیا سیاسی انتقام کی اتنی خواہش ہے اس حکومت کو کہ وہ، جو ایک مذہب ہمارا بتاتا ہے کہ آپ نے کس طرح کسی کو treat کرنا ہے، کس طرح human rights دینے ہیں، اس کی کھلے عام خلاف ورزی کر رہے ہیں؟ تو، جناب، ہمارا مطالبہ اس وقت آپ کے سامنے یہ ہے:

پہلا، کہ بشریٰ بی بی کی مکمل اور شفاف medical report اس session کے ختم ہونے سے پہلے یہاں دی جائے۔

نمبر دو، ان کے ذاتی ڈاکٹروں کو فوراً رسائی دی جائے، اور آج ہی ان کو اڈیالہ جیل بھیجا جائے، اور بتایا جائے کہ ان کے کیا مسائل ہیں۔

تیسرا، اور بہت ضروری، اتنا ہی اہم، کہ ان کے اہلِ خانہ، بالخصوص ان کی بیٹیوں سے آج ملاقات کرائی جائے، اور اس کا ایک regular scheduleبنایا جائے تاکہ یہ ملاقات ہر ہفتے ہو۔

چوتھا، فوراً، آج ہی، ان کو شفا ہسپتال میں shift کیا جائے، اور ان کا معیاری علاج فراہم کیا جائے۔

اور پانچواں یہ مطالبہ ہے جناب کہ ایک آزادmedical board ، انسانی حقوق کی تنظیموں کا ایک وفد، اور ہمارے منتخب تین یا چار سینیٹرز کو آج ہی ان کے پاس بھیجا جائے، کیونکہ یہ معاملہ ان کی جان اور صحت کا ہے، تاکہ وہ خود معائنہ کر سکیں کہ کیا issues ہیں، کیا problems ہیں، اور ان کا مکمل جائزہ لے سکیں۔

جناب! میری request یہ بھی ہے کہ آج آپ ایک special human rights committee بنائیں، یا جو standing committee human rightsکی ہے، جناب، اس standing committee کو آج ہی یہ معاملہ بھیجا جائے، تاکہ وہ آج اس کا فیصلہ کر سکے۔

جناب چیئرمین، میں آپ کو مخاطب ہوں، میں انتظار کر لیتا ہوں۔ جناب، میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آج ہی یہ معاملہ Standing Committee on Human Rights کو بھی بھیجیں، جو سینیٹ کی ہے، تاکہ وہ آج اپنا وفد بھیج سکے اڈیالہ جیل، جس میں پی ٹی آئی کے کم از کم تین سینیٹرز شامل ہوں، میں سمجھتا ہوں کہ اس سے پہلے کہ ہم اس session میں آگے چل سکیں، یہ ہماری جو قرارداد ہے اور یہ ہمارے جو مطالبات ہیں، انہیں منظور کیا جائے، ورنہ ہم اس session کو join نہیں کر سکیں گے۔ ہم اس session کو boycott کریں گے۔ یہ مطالبات ہیں، آپ اس پر ابھی اپنا حکم فرمائیں۔ اگر ہمارے مطالبات مانے جاتے ہیں، تو ہم اس session میں بیٹھے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ایمل خان، ان کو بات مکمل کرنے دیں۔

سینیٹر سید علی ظفر: ہمارا مطالبہ آپ کے سامنے ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: حکومت کے تین ministers صاحبان بیٹھے ہوئے ہیں اس حوالے سے، جو ایک serious issue بھی ہے۔ رانا ثناء اللہ صاحب، please آپ اس پر جواب دے دیں، طلال صاحب، آپ بھی please بیٹھ جائیں۔

Senator Rana Sanaullah Khan

سینیٹر رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین، بشریٰ صاحبہ یا بانی پی ٹی آئی عمران خان صاحب، انہیں عدالت سے سزا ہوئی ہے، اور میرے بھائی، پارلیمانی لیڈر خود ایک بڑے senior وکیل ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں اور انہیں اس بات کا علم ہے کہ وہ judicial custody میں ہیں۔ ان کی اس custody کو regulate کرنے کے لیے، اس سے پہلے بھی یہ معاملہ High Court میں اٹھایا جا چکا ہے، اور یہ معاملہ Supreme Court میں بھی باقاعدہ اس کے اوپر discussion ہوئی۔ باقاعدہ اس پہ friend of court کے طور پر سلمان صفدر صاحب مقرر ہوئے۔ انہوں نے جا کر جیل میں ملاقات کی۔ اس کے بعد ان کی report پیش ہوئی۔ اس report کو جیل superintendent کی report سے confront کیا گیا، اور وہی سہولتیں، وہی living conditions ، جو superintendent نے اپنی report میں درج کی تھیں، وہی بات سامنے آئی۔ اس کو موقع دیا گیا تو اس کا جواب انہوں نے خود دیا۔

(مداخلت)

سینیٹر رانا ثناء اللہ خان: انہوں نے خود یہ بات کہی کہ وہ report بالکل مطابقت رکھتی ہے۔ اس کے بعد سلمان صفدر صاحب کو، بعد میں، ان کے جو گالی گلوچ گروپ نے، اس کا حشر کیا، اور پھر وہ اپنی report سے آگے پیچھے ہوتے رہے۔ تو معاملہ یہ ہے کہ بشریٰ صاحبہ بھی judicial custody میں ہیں۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ان کی صحت کا معاملہ ہے، اس کا علاج ہونا چاہیے، اس سے کسی کو انکار نہیں، اور اس کی کوئی opposition نہیں ہے۔ بالکل ان کا علاج ہونا چاہیے، اور یہ علاج جیل حکام اور متعلقہ authorities کی ذمہ داری ہے، اور وہ ذمہ داری پوری کی جا رہی ہے۔ ان کا علاج اس سے پہلے بھی، جب بھی ضرورت پڑی، فوری طور پر انہیں hospital لایا گیا۔ تو جہاں تک علاج کا تعلق ہے، علاج میں قطعاً کسی قسم کی کوئی کمی بیشی نہیں ہے، اور علاج بہتر سے بہتر انداز سے ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ، اگر اس custody کو regulate کرنے کے لیے جو مطالبات پیش کیے گئے ہیں، وہ یہ چاہتے ہیں، تو یہ معاملہ عدالت میں اٹھائیں، کیونکہ یہ judicial custody ہے، اور عدالت کے جو orders ہوں گے، ان کو implement کیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: Order in the House please.

سینیٹر سید علی ظفر: ان کے بنیادی حقوق کے مطالبات اگر آپ نہیں مان رہے، اور اس کا عدالت سے کوئی تعلق نہیں ہے، یہ جائز مطالبات ہیں۔ ہم کیا کہہ رہے ہیں؟ ان کو ہسپتال لے کر جائیں، ان کے tests بتائیں، ہمیں بتایا جائے کہ انہیں کیا بیماری ہے، کون doctor علاج کر رہا ہے، وہ بتایا جائے۔ اگر ہم بہتر کوئی doctor دے سکتے ہیں، تو ہمیں اجازت دی جائے کہ ان تک ہماری رسائی ہو۔ اور ہم یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ ہمیں چیک کرنے کے لیے جیل میں ان سے ملاقات کرا دی جائے۔ یہ کوئی ایسی چیزیں نہیں ہیں جو عدالت کرے گی۔ اور اگر یہ ایوان بھی ہماری بات نہیں سنے گا، تو یہ پاکستان کا Upper House ہے؛ اگر یہاں بھی ہماری سنوائی نہیں ہو سکتی، تو یہ بہت افسوسناک ہے۔

اتنے اہم issue پر، اگر حکومت میں ہوتا، تو میں فوری کہتا کہ آئیں، ہم آپ کو دکھاتے ہیں، کوئی مسئلہ نہیں، everything is ok۔ یہ spirit جو ہوتی ہے، یہ ایک ماحول بناتی ہے، اور آگے جا کر راستے نکالتی ہے، تاکہ ہم اکٹھے آگے بڑھ سکیں۔ لیکن اگر یہی standard

ہے، تو میرے پاس کوئی choice نہیں ہے، سوائے اس کے کہ میں اپنے سینیٹرز سے کہوں کہ ہم اس session کا boycott کر رہے ہیں۔۔۔(جاریT06)

T06-07May2026 Taj/Ed. Shakeel 06:00 p.m.

سینیٹر سید علی ظفر: (جاری۔۔۔) میرے خیال میں میرے پاس کوئی choice نہیں ہے سوائے اس کے کہ میں اپنے سینیٹر حضرات کو کہوں کہ ہم boycott کر رہے ہیں۔ جناب! آپ کا شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: علی ظفر صاحب، علی ظفر صاحب! میں وزیر داخلہ کو موقع دوں گا، ان کو بھی سن لیں۔

(اس موقع پر پی ٹی آئی اراکین نے واک آوٹ کیا)

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: نہیں، ان کے بعد آپ، ان شاء اللہ۔ جی۔

سینیٹر رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! جہاں تک ماحول بنانے کی بات ہے، وہ معاملہ یہ ہے کہ اس پر یہ بیٹھیں، بیٹھ کر یہ بات کریں۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اگر ہم ہوتے تو ہم فوری طور پر یہ کر دیتے۔ میں اس معاملے پر جانا نہیں چاہتا کہ جب آپ تھے، آپ کیا کرتے رہے ہیں۔ یہاں پر سال سال لوگوں کو production orders جاری نہیں ہوتے رہے ہیں تو آپ اس بات کو چھوڑیں۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: پارلیمانی لیڈر ہیں، ابھی تک سن رہے ہیں، اگر ابھی موقع مل رہا ہے تو دوبارہ بھی ملے گا۔ براہ مہربانی آپ اپنی سیٹوں پر بیٹھ جائیں۔ آفریدی صاحب، قادری صاحب، پلیز۔

سینیٹر رانا ثناء اللہ خان: اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ آپ کی ملاقات کروائی جائے یا جو علاج کروایا جا رہا ہے، اس کے متعلق تفصیلات آپ کے ساتھ share کی جائیں تو آپ کورٹ میں جائیں، ہو سکتا ہے کہ آپ کورٹ میں جائیں تو آپ کو بھی سلمان صفدر صاحب کی طرح friend of court مقرر کر دیا جائے۔ آپ جائیں، جا کر وہ ساری رپورٹ بھی share کریں، حالات سے متعلق بھی ساری معلومات حاصل کریں اور آ کر ایوان کو بھی بتائیں اور عدالت کو بھی بتائیں۔ اس کے لیے جو ایک قانونی راستہ ہے، آپ وہ اختیار کریں لیکن اگر آپ نے ایک political

motive کے تحت آپ نے بائیکاٹ ہی کرنا ہے تو ٹھیک ہے وہ ایک علیحدہ معاملہ ہے، اگر اس پر آپ کا فیصلہ ہے، اگر آپ کرنا چاہتے ہیں تو آپ کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی پلیز ناصر صاحب۔ سینیٹر ایمل ولی صاحب۔

Senator Aimal Wali Khan

سینیٹر ایمل ولی خان: بہت شکریہ، جناب چیئرمین! حقیقتاً ایسے ماحول میں اجلاس کا چلنا اور چلانا، یہ بڑی تکلیف دہ باتیں ہیں اور جب سے یہ ایوان بنے ہیں، تقریباً پچاس سال ہو گئے ہیں لیکن یہ ایوان بنتے تھے debates کے لیے، ان میں heavy debating ہوتی تھی، بات چیت ہوتی تھی، ریاست پاکستان کو مد نظر رکھتے ہوئے، مشینری کو مد نظر رکھتے ہوئے اور پاکستان کے عوام کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک مشترکہ لائحہ عمل طے کیا جاتا تھا۔ جناب! میں سمجھتا ہوں کہ عوام کے بہت بڑے بڑے مسائل ہیں لیکن اس پر جانے سے پہلے میں رانا صاحب کو request کروں گا، ان سب ادوار سے ہم سب گزرے ہیں اور بار بار گزرے ہیں۔ اور جب ہم اُس طرف تھے اور جن چیزوں کا ہمیں دکھ ہوجاتا تھا کہ کیوں یہ ہمارے ساتھ ایسا ہو رہا ہے۔ میں صرف یہ request کروں گا کہ وہ چیزیں نہ ہوں۔ ان کو ڈاکٹر کی facility دے دیں۔ ان کو medical facility دے دیں۔ اگر باہر آنے کے بیانات کا مسئلہ ہے قوم کے سامنے تو ایک مشترکہ کمیٹی بنا دیں اور وہ مشترکہ کمیٹی، وزیر داخلہ بیٹھے ہوئے ہیں، اگر ہم نے نظام کو چلانا ہے، ہم نظام کو چھوٹی چھوٹی باتوں پر روک نہیں سکتے ہیں اور ہمیں پتا ہے کہ دوسری طرف چھوٹی چھوٹی باتوں کا بہانہ بنا کر پورا نظام block کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ تو یہ میری ایک request ہوگی۔ آپ کے پاس بہت سینئر سیاست دان ہیں۔ آپ خود Chair بیٹھے ہوئے ہیں۔ ایک ایسی کمیٹی بنا دیں، ہمارے منظور خان بیٹھے ہوئے ہوئے ہیں، ہمارے PML (Q) کے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، جن پر دونوں کو اعتماد ہو۔ وہ اندر جا کر بشریٰ بی بی سے بھی ایک ملاقات کر لیں۔ وہ اندر جا کر عمران خان نیازی سے بھی ایک ملاقات کر لیں اور جو حقیقت ہے وہ قوم کے سامنے پیش کر دیں۔ رانا صاحب! آپ کے وقتوں میں بھی اگر کسی کو بھی صحت کا مسئلہ تھا یا کچھ بھی تھا تو ہم کھلے عام آپ کے ساتھ کھڑے تھے، آج بھی ہم یہی کہیں گے کہ ان باتوں کو سیاست سے بالا رکھیں۔ صحت کی بات ہو گئی، تکلیف کی بات ہو گئی، ڈاکٹر، طبیب کی بات ہو گئی، آپ request کریں، داخلہ request کرے، Law request کر لے کہ خیر ہے ان کو کم از کم وہ جو بنیادی سہولیات ہیں، جو ہر قیدی کو ملنی چاہییں، وہ ان کو دیں۔

جناب چیئرمین ! میں آج پھر افسوس کروں گا،ہاں، پورے ملک میں جب کوئی ایسے واقعات ہوتے ہیں تو ہم کھڑے ہو جاتے ہیں، پورے ملک میں دکھ اور درد میں شریک ہوتے ہیں، بھلے چھوٹا واقعہ ہو، بھلے بڑا واقعہ ہو اور اس ایوان کو ہم نے دیکھا ہے کہ غم اور رنج کے واقعات میں عام ماحولیاتی ایجنڈے کو ختم کر دیا جاتا ہے اور ایک جو خاص ایجنڈا ہوتا ہے اس پر بات ہوتی ہے۔ بلوچستان میں اگر ٹرین کا مسئلہ ہوتا ہے تو تین دن اجلاس کو جاری رکھا جاتا ہے کہ بھئی اس پر بات کریں۔ کہیں اور کوئی مسئلہ ہوتا ہے۔ مجھے بڑے افسوس سے یہ کہنا پڑ رہا ہے سیاست سے بالا ہو کر، ایک عالم دین کو شہید کیا گیا۔ میں اس ایوان کے سامنے یہ بھی واضح کرنا چاہتا ہوں کہ ان عالم دین کی شہادت چار سدہ میں ہوئی ہے اور چار سدہ کے اندر اس شہادت کو plan کس نے کیا ہے، داعش نے۔ ہم پچھلے کئی سالوں سے چیخ رہے ہیں کہ ایک بہت بڑی cost کے بعد پختون قوم نے ان دہشت گردوں کے خلاف ہزاروں، لاکھوں کی تعداد میں قربانیاں دی، اپنے علاقوں سے ان کو دور کیا ایک پر امن، پر سکون زندگی کی تلاش میں۔ آج میں rollback کرنا چاہتا ہوں APS کے واقعے کے بعد والا وہ جرگہ جو گورنر ہاؤس پشاور میں ہوا تھا جس میں میاں نواز شریف صاحب خود موجود تھے۔ جس میں عمران خان صاحب موجود تھے۔ جس میں تمام سیاسی قائدین موجود تھے اور جس میں اس وقت کے سیکورٹی قائدین بھی موجود تھے اور ایک نیشنل ایکشن پلان بنایا جاتا ہے۔ وہ نیشنل ایکشن پلان پورے پاکستان کو پاکستان مسلم لیگ (ن)، آپ کی جماعت پیش کرتا ہے میاں نواز شریف صاحب خود۔ اور اس نیشنل ایکشن پلان میں واضح ایک نکتہ آتا ہے کہ سہولت کار کے خلاف کیا ہوگا۔ جناب ! میں ان لوگوں کو جن لوگوں نے reconciliation کے نام پر یہ چالیس ہزار دہشت گردوں کو واپس پاکستان لا کر resettle کیا ہے، میں ان کو وہ سہولت کار سمجھتا ہوں۔ اگر وہ سیاست دان ہوں، اگر وہ کوئی دفاعی ادارے والا ہو، اگر وہ کسی نظریے کا ہو، میں یہ سمجھتا ہوں کہ پختون قوم کے ساتھ اپنے ملک، اپنی ریاست میں reconciliation کے نام پر جو کام کیا ہے کہ صفا چالیس ہزار دہشت گردوں کو لا کر چھوڑ دیا گیا ہے کہ آپ آؤ، اِدھر رہو، ان کے ساتھ معاہدہ کیا ہوا ہے، آج تک ہمیں نہیں پتا۔ ہم، ٹھیک ہے ہر حملے کے بعد اِدھر آواز اٹھے گی کہ افغانستان سے ہوا ہے، افغانستان سے ہوا ہے۔ وزیر داخلہ صاحب ! میں مانتا ہوں، دلچسپی دیکھیں، رانا صاحب نہیں، اُدھر۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی ڈاکٹر صاحب، پلیز۔

سینیٹر ایمل ولی خان: یہ دلچسپی ہے نا۔ تو میں مانتا ہوں لیکن کیا یہ داخلہ والے آج ہمیں، وہ بے چارہ، خیر ہے مجھے پتا ہے بے چارے کی جتنی دلچسپی، اتنا power, وہ سمجھ آتا ہے لیکن۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اس طرح کی باتیں نہ کریں، personal نہ ہو جائیں۔

سینیٹر ایمل ولی خان: میں تو power کی بات کر رہا ہوں۔ الحمد للہ ہمارے بھائی ہیں، powerful لوگ ہیں، اُدھر بیٹھے ہوئے چار پانچ وزیر ہیں، ہمارے بزرگ ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی مہربانی، مہربانی۔

سینیٹر ایمل ولی خان: وزیر نہ بھی ہوں، ہمارے لیے powerful ہیں بلکہ وزیر جب نہیں ہوں، بہت powerful ہوں گے، ان شاء اللہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ ساری باتیں آج اکٹھا کرو گے؟

سینیٹر ایمل ولی خان: ظاہر سی بات ہے، پھر ہمیں موقع بہت کم ملتا ہے۔ یہ تو ہماری قسمت ہے کہ آپ ہیں۔ الحمد للہ۔۔ (جاری۔۔T07)

T07-07May2026 Ali/Ed: Shakeel 06:10 pm

سینیٹر ایمل ولی خان: (جاری ہے۔۔۔۔) یہ تو ہماری قسمت ہے کہ آپ ہیں، الحمد للہ۔ تو جناب! اس ملک کے ساتھ بہت بڑی زیادتی پھر اس نے کی، جنہوں نے ان 102 بندوں کو رہا کروایا، جو اربوں روپے کے لاگو ہونے کے بعد، کتنے operations کے بعد، کتنے دہشت گردوں کو قید سے ان کے signature سے رہا کروایا گیا ہے۔ اس ایوان کے سامنے میں صاف کہتا ہوں کہ اس میں وہ بندے بھی تھے جنہوں نے APS پر attack کیا۔ ان کو رہا کرنے والے کیا سہولت کار ہیں کہ نہیں ہیں؟ آج ہم سنتے ہیں کہ دہشت گردی ختم ہے، ہم نے دہشت گردوں کو ختم کر دیا۔ آج ہم افغانستان میں بھی حملہ کرتے ہیں، ہم ایران میں بھی حملہ کرتے ہیں، لیکن بطور ایک پاکستانی میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب اتنا کچھ ہو رہا ہے، تو میرے چارسدہ میں ایک عالم دین کو کس طرح مارا جاتا ہے؟ کیا باجوڑ میں یہ لوگ صاف کھلے عام گھوم رہے ہیں، نہیں گھوم رہے ہیں؟ کیا وزیرستان تک دہشت گرد کتنا control رکھ رہے ہیں؟ ریاست پاکستان کتنا control رکھ رہی ہے؟ ڈی آئی خان، ٹانک، لکی مروت، بنوں، کوہاٹ، کرک، ہنگو؛ ریاست پاکستان کتنا control رکھ رہی ہے اور دہشت گردوں کی کیا حالت ہے؟

پچھلے دنوں حیات آباد میں دہشت گردوں کی گھومنے کی، ناچنے کی videos آئیں ہیں۔ ہمارا پشاور، چارسدہ، مردان، صوابی، نوشہرہ، ملاکنڈ، دیر، سوات، بونیر؛ کدھر گئی ریاست؟ یہ میں ایک حقیقت آپ کے سامنے لا رہا ہوں، اس کو سنجیدگی سے لیا جائے۔ آج بھی good اور bad ہو رہے ہیں۔ آج بھی پھر امن کمیٹیاں بن رہی ہیں اور پھر امن کمیٹیوں کو لڑوایا جائے گا اور پھر پختونوں کی سرزمین پر خون بہایا جائے گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: یہ کس کے domain میں آتا ہے؟ صوبائی حکومت کے؟

سینیٹر ایمل ولی خان: جناب! میں تو سمجھتا ہوں کہ ملک کا دفاع تو Interior کا کام ہے۔ Eighteenth Amendment پر عمل کر لیں، وہ صوبائی چیزیں دے دیں، پھر بہت واضح ہو جائے گا۔ آپ education ان کو دے دیں، آپ health ان کو دے دیں، تو Interior, Foreign, Law یہ تو وفاق کا کام ہے۔ میں ایک پاکستانی شہری ہوں، مجھے آپ کے اشارے کی بھی سمجھ آتی ہے، لیکن مجھے بتائیں میں کس کے پاس جاؤں؟ ادھر والے کہتے ہیں صوبے میں جاؤ، صوبے والے کہتے ہیں وفاق میں جاؤ، میری قوم کو تو ایک football بنا لیا ہے، آپس کے سیاسی مسائل میں۔ میں کدھر جاؤں؟ میں یہ request کرتا ہوں کہ اس مسئلے کو سنجیدگی سے لو۔ میں مانتا ہوں، آج بات ہوئی کہ معرکۂ حق بہترین کام کیا ہے۔ پاکستان کی تاریخ میں، میرے خیال میں۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ تھوڑا سا مختصر کر لیں کیونکہ آگے Business بھی ہے۔

سینیٹر ایمل ولی خان: دو منٹ دے دیں، میں دو منٹ لوں گا، وہ کہہ رہے ہیں کرنے دیں۔ میرے صرف دو نکات ہیں، ظاہر ہے باتیں کروں گا تو اس پر دو چار منٹ تو لگیں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: دو منٹ، دو نکات۔

سینیٹر ایمل ولی خان: میں نے تو تعریف کی کہ معرکۂ حق ماشاءاللہ، ماشاءاللہ! میرے خیال میں پاکستان نے کبھی جنگ جیتا نہیں تھا اور پہلی جنگ ہے جو جیت لی، مبارک ہو، سب کو مبارک ہو، کھلے عام پاکستان نے جنگ جیتا ہے، بہت اچھی بات ہے۔ لیکن مبارک باد کے ساتھ ساتھ میں یہ کہوں گا کہ اس mindset کو چھوڑو، پاکستان کی قوم، پاکستان کی عوام اور پاکستان کے تمام تر لوگوں کا فائدہ اس میں ہے کہ ہم جنگی جنون کو ختم کرکے اپنے جتنے بھی ہمسایہ ممالک ہیں، ان کے ساتھ ایک بہترین تعلق بنائیں اور تجارت کو فروغ دیں، باقی چیزوں کو فروغ دیں۔ پاکستان نے US-Iran-Israel war میں بہترین کردار ادا کیا، لیکن میں ان کو کہوں گا کہ پاکستان کے اندر بھی دیکھ لیں۔ یہ جو پاکستان میں ہو رہا ہے، اس پر بھی نظر ڈال لیں۔ اس جنگ میں بنگلہ دیش ایک روپے تیل مہنگا نہیں کرتا۔ اس جنگ میں ہمارے ارد گرد کافی ممالک ہیں جو اس سب

کچھ کے باوجود تیل کو اپنے level پر رکھتے ہیں۔ یہ میں وہ بات کر رہا ہوں جس سے میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ آپ بھی تنگ ہوں گے، ادھر کا جتنا staff ہے وہ بھی تنگ ہوگا، بلکہ جو بھی گاڑی petrol پر چلا رہا ہے، motorcycle پر چلا رہا ہے یہ اس کا مسئلہ ہے۔

اس جنگ میں پاکستان claim کرتا ہے کہ ہماری ایک کشتی نہیں رکی۔ جناب! میں let it be on record, پاکستان میں 80% تیل ایران سے آ رہا ہے۔ ایران میں اس جنگ کے دوران بھی تیل آٹھ روپے۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، سینیٹر ہدایت اللہ صاحب، آپ اپنی seat پر جائیں، آپ کا Question آ رہا ہے، .please آپ پہلے اپنی seat پر بیٹھیں۔

سینیٹر ایمل ولی خان: چیئرمین صاحب یہ تو آپ ہمیں ٹوک رہے ہیں۔ میرے خیال میں لوگ تو بیٹھتے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: دو منٹ تو پورے ہو گئے ہیں۔

سینیٹر ایمل ولی خان: میں اگر بات غلط کر رہا ہوں تو بتا دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ conclude کریں نا؟ یہ سر پھری باتیں نا کریں۔

سینیٹر ایمل ولی خان: میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اسلام آباد میں بھی ایرانی تیل بک رہا ہے، پورے ملک میں ایرانی تیل بک رہا ہے، نہیں تو جہاں آپ کہتے ہیں آپ اور میں جاتے ہیں، پختونوں والا laws کرکے۔۔۔ آپ کو بھی پتا ہے، ہمیں بھی پتا ہے، سب کو پتا ہے۔ جب یہ سب کچھ ہو رہا ہے، تو یہ تیل اتنا مہنگا کیوں کیا؟

آخری بات، One Constitution building، اسلام آباد میں دو operations ہو رہے ہیں۔ ایک one constitution اور ایک بری امام۔ ایک طرف غریب لوگ، ایک طرف کیا بولوں؟ چلو نہیں بولتا، ایک طرف راتوں رات operation کیا جاتا ہے، راتوں رات PM Sahib کا ہوش۔۔۔ ورنہ ہمارے PM Sahib ماشاءاللہ، وقت پر سوتے اور وقت پر اٹھتے ہیں، آپ کو بھی پتہ ہے۔ لیکن راتوں رات ایسا کیا ہوتا ہے کہ فوراً committee بنائی جاتی ہے اور اس چیز کو روکا جاتا ہے اور one

constitution operation کو روکا جاتا ہے؟ دوسری طرف ساٹھ ہزار گھر گرائے گئے ہیں، لوگ مرے ہیں۔ اس کا جواب کون دے گا؟ اس ایوان کو ذرا اس کی تفصیل دیجیے کہ جو operation بری امام میں کیا گیا ہے، یہ کیوں کیا گیا ہے؟ اس کی کیا وجہ بنی ہے؟ اس میں کتنے گھر مسمار کیے گئے ہیں؟ اس operation میں کتنے لوگ مرے ہیں؟ یہ building کس نے بنائی؟

جناب ڈپٹی چیئرمین: ابھی جواب لے لیں۔

سینیٹر ایمل ولی خان: آخری بات ہے، ختم کر رہا ہوں۔ یہ building کس نے بنائی؟ کیا building رات کو بنتی ہے؟ کیا building چھپ کے بنتی ہے؟ نہیں۔ بننے میں بھی CDA involved، بننے میں بھی عدالتیں involved، بننے میں بھی Ministry involved۔ توڑنے میں بھی CDA involved، توڑنے میں بھی عدالتیں involved، توڑنے میں بھی حکومت involved۔ اس society کو بند کر دو، اس society کو نہیں، اس تاریخ کو دیکھتے ہوئے میں کہتا ہوں کہ اگر اصل مجرم کو دیکھنا ہے، تو اصل مجرم CDA ہے اور اگر blacklist کرنا ہے، تو CDA کو blacklist کیا جائے، جن کی منصوبہ بندی اس طرح ہوتی ہے کہ ایک حکومت میں ایک طرح کی ہوتی ہے اور دوسری حکومت میں دوسری طرح کی ہوتی ہے، شکریہ جناب۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ابھی Question Hour کی طرف دوبارہ آتے ہیں۔ جی، Point of Order ختم، مہربانی کریں۔ سوال نمبر گیارہ، سینیٹر حاجی ہدایت اللہ خان صاحب۔ دو، تین، چار سوال کرکے پھر آئیں گے۔ آپ please بیٹھیں۔ سوال نمبر گیارہ، جواب پڑھا تصور کیا جائے۔

سینیٹر حاجی ہدایت اللہ خان: پہلے جواب دے دیں، تو اس کے بعد تسلی سے یہ سوال و جواب شروع ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ٹھیک ہے۔ تھوڑا سا Business کے بعد، میں نے پہلے ایمل صاحب کو کہا تھا کہ آخر میں پورا وقت سب کو دیں گے۔

سینیٹر حاجی ہدایت اللہ خان: جواب دے دیں تو بہتر ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ بات کر لیں، سوال نمبر گیارہ۔

(Question No. 11)

سینیٹر حاجی ہدایت اللہ خان: چیئرمین صاحب، شکریہ۔: کیا Minister in-charge of the Cabinet Division بیان فرمائیں گے، کیا یہ حقیقت ہے کہ OGRA کی جانب سے مقرر اعلان کردہ LPG کی قیمتوں اور اسلام آباد میں dealers کی جانب سے حصول کی جانے والی قیمتوں میں عموماً فرق پایا جاتا ہے؟ اگر ایسا ہے، تو اس کی تفصیلات کیا ہیں؟ اور اس حوالے سے کوئی کارروائی عمل میں نہ لانے کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، وزیر صاحب۔ حاجی ہدایت اللہ خان کو کون جواب دے گا؟ ڈاکٹر طارق فضل چوہدری صاحب۔ سوال نمبر گیارہ، آپ جواب دیں گے۔ (جاری ہے-----T-08)

T08–07May2026 Imran/ED: Waqas 06:20 pm

جناب ڈپٹی چیئرمین: (جاری-----) ڈاکٹر طارق فضل چوہدری صاحب۔ سوال نمبر ۱۱، آپ جواب دیں گے۔

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری (وفاقی وزیر برائے پارلیمانی امور): میں معذرت چاہوں گا، اگر سوال دوبارہ repeat کر دیں تو میں جواب دے دوں گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی پلیز، حاجی ہدایت اللہ صاحب اپنا سوال repeat کر دیں۔

(Q.No.11)

سینیٹر ہدایت اللہ خان: کیا وزیر انچارج برائے کابینہ ڈویژن بیان فرمائیں گے کہ آیا یہ حقیقت ہے کہ OGRA کی جانب سے مقرر اعلان کردہ LPG کی قیمتوں اور اسلام آباد میں dealers کی جانب سے وصول کی جانے والی قیمتوں میں عموماً فرق پایا جاتا ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس کی تفصیلات کیا ہیں اور اس حوالے سے کوئی کارروائی علم میں نہ لانے کی وجوہات کیا ہیں۔

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: بہت شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب، جو قیمتیں OGRA کی طرف سے مقرر کی جاتی ہیں، اُن میں کسی طرح کی کوئی discrepancy نہیں ہوتی اور پاکستان کے تمام صوبوں میں، تمام اضلاع میں، including اسلام آباد، وہ قیمتیں یکساں ہوتی ہیں اور اس میں کسی طرح کی کوئی تفریق بالکل بھی نہیں ہے۔ اگر ان کے notice میں کوئی event ہے یا کوئی incidence ہے تو اس کا مطلب ہے کہ وہاں پر چوری ہو رہی ہے اور وہاں پر بد دیانتی ہو رہی ہے۔ اگر وہ ہمارے notice میں لائیں تو اُن کے خلاف کارروائی ہو گی۔

جناب چیئرمین: جی سوال نمبر ۱۳۔ جی سینیٹر ہدایت اللہ خان صاحب۔

(Q.No.13)

سینیٹر ہدایت اللہ خان: شکریہ چیئرمین صاحب۔ کیا وزیر برائے انفارمیشن ٹیکنالوجی اور مواصلات بیان فرمائیں گے کہ دیر بالا اور دیر پائیں کے اضلاع اور ملاکنڈ ڈویژن کے دیگر اضلاع میں موبائل اور انٹرنیٹ services کے معیار کی تفصیلات کیا ہیں اور گزشتہ تین برسوں کے دوران اس کی بہتری کے لیے حکومت کی جانب سے کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں اور اس کے ناقص معیار پر متعلقہ کمپنیوں کے خلاف۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ کا سوال record پر تو آ گیا ہے۔ اس حوالے سے کوئی ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہے؟ جی منسٹر صاحب۔

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: جناب گزارش یہ ہے کہ ہماری Information and IT Ministry پوری طرح کوشاں ہے کہ پاکستان کے تمام صوبوں میں، اضلاع میں، انٹرنیٹ کے سہولت کو مؤثر طور پر فراہم کیا جائے۔ جناب اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض مقامات پر اس طرح کی شکایت موصول ہوتی ہے کہ جس میں اس service میں کسی جگہ تعطل ہے یا کسی جگہ یہ کمزور ہے۔ ویسے بھی اس وقت 5g spectrum پر کام ہو رہا ہے اور اُس کی auction بھی ہو چکی ہے۔ تو ان شاء اللہ تعالیٰ یہ جو شکایت اس وقت موجود ہے، یہ بھی دور ہو جائے گی اور میں معزز ممبر کو گزارش بھی کروں گا کہ اگر کسی مخصوص علاقے میں، میں نے note بھی کر لیا ہے، اگر کوئی problem ہے تو ان شاء اللہ اُس کو بھی take up کیا جائے گا اور ان issues کو solve کرنے کے حوالے سے جو ہمارے concerned officer ہیں، اُنہیں ان شاء اللہ میں خود بھی ان کی یہ شکایت forward کر دوں گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: کوئی ضمنی سوال۔ جی چوہدری عابد شیر علی صاحب۔

سینیٹر عابد شیر علی: میرا وزیرِ موصوف سے سوال ہے کہ جو tax PTA موبائل فون پر charge کرتا ہے، overseas پاکستانی پاکستان آتے جاتے ہیں تو جناب چیئرمین، اُن کو اس پر exemption ہے۔ وہ ایک مرتبہ جاتے ہیں اور جب دوسری مرتبہ واپس آتے ہیں تو اُن کا فون بھی پھر PTA کی زد آجاتا ہے۔ تو وزیرِ موصوف یہ بتائیں گے کہ اس کے سدباب کے لیے کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں؟

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی ڈاکٹر طارق فضل چوہدری صاحب۔

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: جناب چیئرمین، ویسے تو معزز سینیٹر نے جو سوال پوچھا ہے وہ اس سوال سے متعلق نہیں ہے جو کہ لیکن چونکہ وہ ایک معزز شخصیت ہیں اور میں اُن کا بڑا احترام کرتا ہوں۔۔۔

(مداخلت)

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: چونکہ اُن کا بڑا احترام ہے تو لہٰذا جو سوال اُنہوں نے پوچھا ہے، میں اُس کا جواب دے رہا ہوں۔ جناب گزارش یہ ہے کہ ہماری پوری کوشش ہے کہ جو موبائل فون باہر سے لائے جائیں، ایک مخصوص مدت کے لیے، چند ہفتوں کے لیے تو اُن کی service بحال رہتی ہے اور اس کے بعد اگر اُن پر جو مقررہ ٹیکس ہے، جو کہ PTA نے ہر موبائل سیٹ کا الگ الگ مقرر کیا ہوا ہے، وہ جب تک ادا نہ ہو تب تک وہ فون مزید فعال نہیں رہتا۔ ہماری Overseas Conference جب یہاں پر ہوتی ہے اور پوری دنیا سے ہمارے پاکستانی جو پاکستان سے باہر کام کر رہے ہیں، ملک کے لیے زرِ مبادلہ کما رہے ہیں اور ملک کے لیے نیک نامی کما رہے ہیں، اُن کے لیے جو یہاں پر conference ہوئی تو ان کی یہ بہت بڑی demand تھی جیسا کہ معزز سینیٹر یہاں پر بات کر رہے ہیں کہ mobile sets پر جو PTA کا ٹیکس ہے، اُسے waive off کیا جائے۔ اس پر بڑی سنجیدگی سے غور ہو رہا ہے اور ہماری یہ خواہش ہے کہ چونکہ خود آپ کو پتا ہے کہ پاکستان کے جو معاشی حالات ہیں، اُس میں بہت سارے ایسے اقدامات ہیں جو ہمیں نہ چاہتے ہوئے بھی وہ اقدامات اُٹھانے پڑتے ہیں اور موبائل فون پر PTA کا ٹیکس بھی اُن میں سے ایک ہے۔

تو یہ تجویز بالکل زیرِ غور ہے اور جو اُنہوں نے فرمایا کہ اگر کوئی باہر سے پاکستان آتے ہیں اور اُس کے بعد چند ہفتوں تک وہ فون چلتا ہے اور جب وہ دوبارہ پاکستان سے باہر جاتے ہیں اور پھر واپس آتے ہیں تو وہ فون بند ہوتا ہے۔ جناب اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ جب کوئی بھی موبائل

فون بیرون ملک سے پاکستان میں آتا ہے تو وہ ہمارے network پر register ہو جاتا ہے اور پھر بے شک آپ پاکستان سے باہر چلے جائیں لیکن وہ چند ہفتوں کی مدت، جس کا میں کہہ رہا ہوں، اُس کے بعد وہ موبائل فون automatically block ہو جاتا ہے اور اُس کی services معطل ہو جاتی ہیں اور وہ یہاں پر بند ہو جائے گا۔ تو جب وہ دوبارہ پاکستان آئیں گے، چاہے چھ مہینے بعد آئیں، چاہے سال بعد آئیں، چاہے چار ہفتوں بعد آئیں، تو وہ یہاں پر پھر کام نہیں کرتا لیکن ہم پوری کوشش کر رہے ہیں کہ ہم صارفین کو جو خاص طور پر overseas میں ہیں، اُنہیں مزید facilitate کرنے کے لیے پاکستان میں جو اس وقت ماحول بن رہا ہے، جو اللہ تعالیٰ نے پاکستان کو عزت دی ہے۔ آپ کا جو ایک کامیاب سفارتی عمل ہے، اُس کے نتیجے میں پاکستان میں investment آ رہی ہے۔ یہ facilitation بھی ضرور ان شاءاللہ تعالیٰ کی جائے گی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میں آخری سوال لیتا ہوں، بٹ صاحب! پلیز ایک منٹ۔ میری یہ حکومت کو ہدایت ہے کہ اپوزیشن کی ایک جماعت نے walk out کیا ہے۔ تو یہاں پر حکومت کے وزرا بھی بیٹھے ہیں اور اپوزیشن کی طرف سے دو تین لوگ جائیں۔ اس میں بالخصوص انسانی حقوق کی چیئرپرسن ثمینہ ممتاز زہری صاحبہ اور دیگر لوگ جا کر اپوزیشن کو request کریں کہ ابھی ایوان میں آ جائیں۔ یہ ضروری کام ہے۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: وہ سوال بھی کر لیں گے۔ ابھی منسٹر صاحبان میں سے کون اپوزیشن کے پاس جائے گا؟ طلال صاحب جائیں گے، آپ جائیں گے، رانا صاحب، سلیم مانڈوی والا صاحب، آپ بھی جائیں۔ ثمینہ ممتاز صاحبہ اور منظور کاکڑ صاحب جائیں گے۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: نہیں، وہ کورم کی نشان دہی کرنے والوں کو اندر لائیں گے نا۔ منظور صاحب، طلال صاحب اور سلیم صاحب پلیز آپ لوگ جا کر اُن کو منالیں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ اور عابد صاحب میرے chamber میں آ جائیں۔ کافی بھی پی لیں گے اور دیگر حال احوال بھی کر لیں گے۔ حاجی ہدایت اللہ خان صاحب کا سوال نمبر ۱۴ پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سینیٹر ہدایت اللہ خان: ابھی تو یہاں کوئی بھی نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: وہ آ جائیں گے۔ اس حوالے سے کوئی ضمنی سوال ہے؟

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: نہیں، رانا صاحب بیٹھے ہیں، وہ کابینہ کا حصہ ہیں۔ متوقع وزرا بھی بیٹھے ہیں جنہوں نے last میں ملاقاتیں بھی کیں ہیں۔ جی ہدایت اللہ خان صاحب۔

(Q.No.14)

سینیٹر ہدایت اللہ خان: جناب، میں یہ سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ گزشتہ تین برسوں کے دوران پاکستان کرکٹ بورڈ کے خلاف audit اعتراضات کی تفصیل کیا ہیں؟ نیز اعلیٰ ذمہ داران کی غفلت اور ملوث ہونے کے حوالے سے اُن کے خلاف کیا کارروائی علم میں لائی گئی ہے اور زیر التواان رقوم کی تفصیلات کیا ہیں؟

جناب ڈپٹی چیئرمین: ہدایت اللہ صاحب اس کا جواب آ گیا ہے۔ اگر اس حوالے سے کوئی ضمنی سوال ہے تو آپ پوچھ سکتے ہیں۔ نہیں ہے۔ اچھا۔ سوالوں کا وقت ختم ہوا۔ Order No.2, ابھی ہم چھٹی کی درخواستیں لیتے ہیں۔

Leave of Absence

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر بلال احمد خان مندوخیل صاحب نے بعض نجی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ 360 ویں مکمل اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر کاظم علی شاہ صاحب نے بعض نجی مصروفیات کی بناپر گزشتہ 350 ویں اجلاس کے دوران مورخہ ۷ اپریل کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیارخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر دوستین خان ڈومکی صاحب نے بعض نجی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ 360 ویں اجلاس کے دوران مورخہ ۸ اپریل کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیارخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر رانا محمود الحسن صاحب نے بیرون ملک ہونے کی بنا پر حالیہ مکمل اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیارخصت منظور ہے؟ (جاری-----T09)

T9-7May2026 Naeem Bhatti/ED: Waqas 6:30 pm

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر رانا محمود الحسن صاحب نے بیرون ملک ہونے کی بناء پر حالیہ مکمل اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیارخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر محمد اسحاق ڈار صاحب نے بعض سرکاری مصروفیات کی بناء پر مورخہ ۷ اور ۸ مئی کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیارخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے۔ جو ممبران اپوزیشن کو منانے کے لیے گئے تھے، ان میں سے کوئی بتائے گا۔

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری (وزیر برائے پارلیمانی امور): جناب چیئرمین! آپ کی ہدایت پر میں، سینیٹر ثمینہ ممتاز زہری صاحبہ اور پاکستان پیپلز پارٹی کے سینیٹرز وہاں گئے تھے، ہم نے ان سے درخواست کی لیکن اس وقت ان کے بیشتر ممبران وہاں موجود نہیں ہیں اور جا چکے ہیں۔ اس لیے انہوں نے آج ایوان میں آنے سے معذرت کی ہے کہ ہمارے seniors تشریف لے گئے ہیں، لہٰذا آج یہ ممکن نہیں ہو گا۔ بہر حال انہوں نے آپ کا، government side سے جتنے ممبران گئے، ان کا شکریہ ادا کیا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: وزیر صاحب کی طرف سے آئی ہے کہ Order No. 12 کو پہلے لے لیں۔ سینیٹر سید محسن رضا نقوی، وزیر برائے داخلہ ومنشیات کنٹرول,Order No. 12 پیش کرنا چاہتے ہیں۔ان کے behalf پر طلال چوہدری صاحب یہ پیش کریں گے۔

<u>Motion under Rule 263 moved for dispensation of Rules</u>

Senator Muhammad Tallal Badar (Minister of State for Interior): Sir, I on behalf of Minister for Interior and Narcotics move under Rule 263 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012, that the requirement of sub-rule (2) of Rule 145 of the said Rules regarding notice period for moving of resolution for extension of the Islamabad Capital Territory Local Government (Amendment) Ordinance, 2026 (Ordinance No.II of 2026) be dispensed with.

جناب ڈپٹی چیئرمین: اب میں یہ تحریک ایوان کے سامنے رکھتا ہوں۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: تحریک متفقہ طور پر منظور کی جاتی ہے۔ Order No. 13. جی وزیر صاحب۔

<u>Islamabad Capital Territory Local Government (Amendment) Ordinance, 2026 (Ordinance No.II of 2026)</u>

Senator Muhammad Tallal Badar: Sir, I on behalf of Minister for Interior and Narcotics move the following resolution:-

> "That the Senate resolves to extend the Islamabad Capital Territory Local Government (Amendment) Ordinance, 2026 (Ordinance No. II of 2026), for a further period of one hundred and twenty days with effect from 9th May, 2026 , under proviso to sub-paragraph (ii) of paragraph (a) of clause (2) of Article 89 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan."

جناب ڈپٹی چیئرمین: اب میں یہ قرارداد ایوان کے سامنے رکھتا ہوں۔

(قرارداد منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: یہ قرارداد متفقہ طور پر منظور کی جاتی ہے۔ ,Order No. 25 سینیٹر شیری رحمان صاحبہ۔

Calling Attention Notice moved by Senator Sherry Rehman regarding the alleged forced eviction of the residents of Bari Imam area Islamabad by the Police without any resettlement or rehabilitation arrangements

سینیٹر شیری رحمان: شکریہ، جناب چیئرمین! میرا ایک معصوم سا calling attention notice ہے جسے میں پہلے پڑھ دیتی ہوں اور پھر ایوان کی وساطت سے وزیر صاحب سے اس کا جواب طلب کریں گے۔

> I draw attention of the Minister for Interior and Narcotics Control, towards the alleged forced eviction of the residents of Bari Imam area Islamabad by the Police without any resettlement or rehabilitation arrangements.

جناب چیئرمین! میں نے یہ سوال اس لیے کیا ہے کہ کچھ ہفتے پہلے ہم نے دیکھا کہ کچی آبادیاں، نورپور، بری امام کی طرف کچھ partition سے پہلے کی آبادی اور بستیاں موجود ہیں، وہاں کے لوگ بہت عرصے سے مقیم ہیں، ان کے سارے خاندان رہ رہے ہیں اور وہاں ان کی قبریں بھی ہیں۔ ظاہر ہے کچھ تجاوزات ہیں، کچھ encroachments ہیں اور اس طرح بہت سارا grey area آتا ہے۔ مجھے کسی نے بتایا کہ یہ Government land ہے اور اس پر encroachment کی ہوئی ہے۔ جناب چیئرمین! ہم بالکل recognize کرتے ہیں کہ تجاوزات ناسور ہیں خاص طور پر پاکستان میں جہاں اشرافیہ تو زمین پر take over کر لیتی ہے لیکن غریب کے تحفظ کے لیے کوئی سامنے نہیں آتا۔ میں یہ سوال صرف اس لیے پوچھ رہی ہوں کیونکہ پورا ایک ہفتہ social media and TV پر پولیس کا ایک action چلتا رہا جس میں shelling کی جا رہی تھی، bulldozers تھے اور ان لوگوں کو وہاں سے ہٹانے کے لیے ایک زبردست دستہ پہنچا ہوا تھا۔ ان مکینوں نے وہاں کوئی press conference وغیرہ بھی کی۔ اس میں وزیر صاحب مختصراً مجھے دو چیزوں کی وضاحت کر دیں کہ اس پر عدالت کا بھی ایک ردعمل ہے، وہ مکین عدالتوں میں بھی گئے۔ انہوں نے کہا کہ ہم لوگ یہاں partition سے پہلے رہ رہے ہیں، اگر یہ کچی آبادی ہے اور regularize نہیں ہوئی جو آدھے پاکستان کا مسئلہ ہے، ہمیں اس پر کوئی compensation دی جائے۔

جناب والا! اس میں بہت سارے دلخراش واقعات ہوئے ہیں۔ ان میں ایک نرگس بی بی کے نام سے خاتون ہیں جنہیں اتنی پریشانی ہوئی، وہ پندرہ سالوں سے وہاں رہ رہی تھیں، اب وہ زندگی اور موت کی کشمکش میں ہیں، وہ Poly Clinic میں ہیں۔ ان کی family کہتی ہے کہ

جس طرح انہیں نکالا گیااور جس طرح ان کے خاندان اور لوگوں پر تشدد کیا گیا، یہ ان کے حقوق کی پامالی تو ہوئی لیکن ایک شہری ہونے کے ناطے ان کی عزت اور تحفظ ریاست کی بھی ذمہ داری ہے۔ جناب والا! میں نے کل اور آج بھی سنا ہے کہ وزیر برائے داخلہ بہت سارے اشرافیہ کے محلوں کو بھی پیچھے کروا رہے ہیں جو encroach کر رہے تھے۔ میں سمجھتی ہوں کہ this is the right way, آپ پہلے اشرافیہ کو کہیں، اس کے بعد آپ ان غریب لوگوں کی بات کریں جو آج کل کے مشکل حالات میں struggle کر رہے ہیں، انہیں دو وقت کی روٹی مشکل سے مل رہی ہے۔ وہاں بہت ساری religious minorities بھی ہیں۔ اس لیے ان متاثرہ خاندانوں اور علاقوں پر جو بحران پھیلا ہوا ہے، وہ بالکل تشویش کا باعث ہے۔ لگتا ہے کہ کوئی consistence policy بن رہی ہے لیکن اس میں پھر بڑا جرأت مندانہ action ہونا چاہیے، transparency کے ساتھ ہونا چاہیے اور غریبوں کے لیے alternate housing ہونی چاہیے۔ دنیا میں یہ طریقہ ہے کہ جب کچھ آبادیوں سے کسی کو نکالا جاتا ہے، سندھ میں بھی اکثر مسئلہ ہوتا ہے کہ نالے پر آبادی بن گئی، وہ storm drain ہے، آپ کیا کریں، شہر block ہو رہا ہے، یہ شہروں میں ہی ہو رہا ہے کیونکہ لوگ اپنی نوکریوں کے لیے شہروں میں ہی آتے ہیں۔ وہاں تو یہ طریقہ کار ہے کہ پہلے انہیں compensation دی جائے، flats دیے جائیں، جو کچھ کیا جائے۔ میں بھی بہت سارے لوگوں کو پہچانتی ہوں جو اپنا گھر اور بستی کو چھوڑنے پر تیار نہیں ہوتے، وہ اپنے گھروں میں رہنا چاہتے ہیں، یہ ہماری زمین ہے۔ اب یہ جو بہت ساری زمینوں میں ابہام ہے خاص طور پر آدھے پاکستان میں but especially in Punjab یہاں سب سے زیادہ ہے۔

(جاری-----T/10)

T10-07May2026 Abdul Ghafoor/ED: Waqas 6:40 pm

سینیٹر شیری رحمان: (جاری---) بہت سارے لوگوں کو میں بھی پہچانتی ہوں اپنے گھر اور بستی چھوڑنے کے لیے تیار بھی نہیں ہوتے، ہوتا ہے کہ اپنے گھر میں رہنا چاہتے ہیں ہماری زمین ہے، یہ جو ابہام ہے بہت ساری زمینوں میں خاص طور پر آدھے پاکستان میں but specially in پنجاب۔ یہاں سب سے زیادہ ہے کہ کچھ زمین شاملات کی ہوتی ہے which is government land پھر اس پر بڑے بڑے محل بنے ہوئے ہیں، بڑے بڑے لوگوں کے گھر بنے ہوئے ہیں وہ تو آرام سے رہ رہے ہیں، وہ بھی total encroachment ہے۔ اس طرح کی بات جب کرنی ہے I think it should begin ہم سب احتساب کے لئے حاضر ہیں لیکن ہمارا اور پاکستان پیپلز پارٹی کا یقین یہی ہے کہ ریاست ماں کی طرح ہوتی ہے۔ ماں جب زیادتی کرے تو اس کا پھر کوئی نہ کوئی ازالہ بھی کرتی ہے۔

میں سمجھتی ہوں کہ اگر منسٹر clarify کر دیں کہ عدالت نے بھی کیا کہا ہے کیونکہ عدالت نے بھی ابہام میں رکھا ہوا ہے stay order دے کے پھر stay order روک لیا کہتے ہیں ہم observation دینا نہیں چاہتے۔ یہ لوگ these people are falling between the cracks عدالت government اپنے لوگ Police action جو بھی ہے bulldozers and bullets تو اب ہم اسی کی دہائی کی فلموں میں یا gangster movies میں ہی دیکھتے ہیں۔ بہتر ہو گا کہ ریاست اس طرح کا رویہ نہ اختیار کرے۔ اگر کوئی مان نہیں رہا ہے تو پہلے آپ press conference کر دیں ناں۔ جمہوری سیاست کا ایک حسن اور فائدہ یہ ہوتا ہے کہ آپ سب کو شامل کر کے فیصلے کرتے ہیں اور transparently بات ہوتی ہے تو آپ کی بھی مجبوری ہمارے سامنے آ جاتی ہے ناں! کہ ریاست کی یہ مجبوری ہے، حکومت کا یہ مسئلہ ہے، ان لوگوں کے ساتھ ہم کیا کر سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جواب لے لیں۔

سینیٹر شیری رحمان: جناب چیئرمین! وہ ہمارے voter نہیں ہیں غالباً دوسری جماعتوں کے ہیں۔ اپنا تھوڑا خیال رکھیں اپنے لوگوں کا، غریب ہیں اور خاص طور سے علاقہ بھی، اس کی بددعا کسی کو نہیں لگنی چاہیے۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، طلال چوہدری صاحب وزیر مملکت برائے داخلہ۔

<u>Senator Muhammad Tallal Badar</u>

سینیٹر محمد طلال بدر: جناب چیئرمین! شکریہ، بہت بڑا اہم Calling Attention ہے اور بہت اچھا کیا کہ House میں discuss ہو رہا ہے۔ میں اس کی کچھ detail آپ کے سامنے رکھنا چاہ رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، پلیز۔

سینیٹر محمد طلال بدر: جناب چیئرمین! Calling Attention specifically بری امام area کا ہے۔ میں اس کی تھوڑی سی history سامنے رکھتا ہوں کہ یہ بری امام اسلام آباد کے master plan, F-4 sector کا ہے۔ یہ ساری کی ساری زمین acquired land ہے۔ اس کو acquire کرنے کے لیے چھ different awards جس میں built-up property کے بھی اور زمین کے بھی ہوئے۔ یہ 1961, 1963, 1964 & 1967 میں ہوئے اور 104 ایسے گاؤں تھے جن کا award and

acquire کیے گئے۔اس میں سے ایک گاؤں کا نام نور پور شاہاں، بری امام جس پر ہم عرفِ عام میں اس گاؤں کا نام لیتے ہیں.بری امام صاحب کی وجہ سے۔اس پر جو compensation تھی میں تھوڑی سی بیان کر دوں میرے پاس تمام وہ lists موجود ہیں جس کے پاس بھی agri land چار کنال تھی اس کو پنجاب کے settled area میں سو کنال زمین agri اور ایک احاطہ دیا گیا against چار کنال۔اس کے بعد جن کے پاس non-agri land تھی ان کو cash دیا گیا۔اسی طرح built-up تھا جتنا بھی ملبہ built-up تھا اس کا بھی cash دیا گیا۔

جنابِ چیئرمین! یہاں بار بار کہا جاتا ہے کہ ان کو شاید کوئی قانونی حقوق کے بغیر کیونکہ شیری رحمان صاحبہ ہمارے لیے teacher کی حیثیت رکھتی ہیں ان سے گزارش یہ ہے کہ اس میں لکھا ہے forced eviction without resettlement and rehabilitation میں ایک ایک لفظ پر کوشش کر رہا ہوں کہ اس کا جواب دیا جا سکے۔ ان کی rehabilitation کے لیے کئی schemes آئیں، اس پر ان کے واجبات ادا کرنے کے لیے۔اس گاؤں میں خصوصاً اس وقت built-up area تھا جنابِ چیئرمین! یہ بڑی اہم بات ہے جس کی طرف میں نشاندہی کرنے لگا ہوں وہ اس وقت صرف پچاسی کنال تھا یعنی built-up area پچاسی کنال تھا۔ جس سے ہم encroachment ہٹا رہے ہیں جسے کہا جا رہا ہے کہ یہ صدیوں پرانی ہیں یہ دہائیوں پرانی ہیں وہ 2216 کنال ہے۔2500 percent مزید encroach ہوئی مختلف ادوار میں، مختلف دوروں میں۔ یہاں پر جو لوگ بیٹھے تھے، ان کا ایک ایک پائی، ایک سو اکسٹھ روپے کے علاوہ تمام پیسے ان کو اور ان کی باقی جو چیزیں تھیں وہ دی گئیں۔اس میں صرف یہ نہیں دیا گیا، اس میں ان کے کئی ایک کے قریب پلاٹ I-9 میں دیئے گئے۔اسی طرح یہاں پر اور دو Margalla Town and Rawal Town میں بھی ان کو plots دیئے گئے۔ میں صرف ایک گاؤں کے مختلف لوگوں کی بات کر رہا ہوں اگر آپ کہیں گے میں record پر place کروں گا کتنے لوگوں کو پاکستان کے پنجاب کے باقی settled area میں کہاں کہاں زمین allot ہوئی۔ کتنی کتنی مرتبہ plots allot ہوئے، کتنے پیسے allot ہوئے۔اس کے بعد کہا جاتا ہے اب میں آپ کے سامنے کچھ affidavits دیکھتا ہوں ڈاکٹر صاحب آپ ہی کے حلقے میں۔۔

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: اس کا تھوڑا سا جواب دے دیں۔

سینیٹر محمد طلال بدر:۔جی میں کہا، جتنا مرضی، میں تو حاضر ہوں، ساری رات لگائیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، پلیز ڈاکٹر صاحب۔

سینیٹر محمد طلال بدر: جناب چیئرمین! گزارش ہے کہ میں آپ کے سامنے کچھ چیزیں اور تصویریں اس کے ساتھ یہاں پر دینے لگا ہوں۔ یہ aaffidavits ان رہائشیوں کے ہیں جس میں انہوں نے WAPDA سے connection لینے کے لیے لکھا ہے کہ ہمیں عارضی طور پر connection چاہیے، ہم مالک نہیں ہیں۔ آپ کے سامنے یہاں پر ایک بہت اہم بات یہ جو بار بار غریب کا نام لے کر امیر fraud کرتے ہیں یا mafia fraud کرتے ہیں غریب غریب کہہ کر یہاں پر 80% لوگ جن کے گھر بنے ہوئے تھے جو ہم نے خالی کروائے ہیں 3800 کے قریب وہ خود رہائش پذیر نہیں تھے صرف 20% رہ رہے تھے۔ اب اگلی بات بار بار کہا جاتا ہے بغیر نوٹس کے بغیر کسی۔ میں شیری رحمان صاحبہ کے لیے کچھ تصویریں لے کر آیا ہوں۔ ہم نے خواتین کا ایک پورا squad بنایا، ہماری خاتون officers ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آخر میں آپ ساری چیزیں میڈم کو دے دیں۔

سینیٹر محمد طلال بدر: جناب چیئرمین! خواتین کے لیے خواتین گئیں۔ ایک ایک گھر پر notice چسپاں کیا گیا، اخبار میں notice دیا گیا، پھر ایک ایک گھر پر، میرے پاس ساری تصویریں ہیں، ہمارے پاس پوری اس کی video ہے۔ اس کے بعد bulldozer اس طرح کہا جاتا ہے کہ پھیر دیا گیا جیسے زندہ لوگوں پر خدانہ خواستہ ایسی کوئی بات نہیں گھر خالی ہوئے، evacuate ہوئے، لوگ اپنا سامان لے کر گئے۔ اگر کسی نے resist کیا تو کس نے کیا؟ جس کے farm houses ہیں ان کے اسلام آباد میں کئی کئی گھر ہیں اور farm houses ہیں جو کبھی کبھی جانے کے لیے بنائے گئے ہیں اور وہ کس کس کے farm houses ہیں سب سے زیادہ resistance ان farm houses کی بھی ہوئی۔ اس کے بعد یہ جو operation ہے اس میں آج کے دن تک 3820 مختلف structures جس میں سے بہت سارے structures جس میں کوئی نہیں رہتا تھا صرف قبضے کے لیے رکھے گئے تھے۔ اس طرح کے structures سمیت، گھروں سمیت، چھوٹے بڑوں گھروں سمیت 3820 structures گرائے گئے۔

جنابِ چیئرمین! 712 acre کو ڈی سی کی value سے اگر ضرب دیں تو ایک trillion کی زمین ہے۔ کتنے کی؟ ایک trillion ہزار ارب روپے کی زمین ہے اگر ڈی سی کے rate سے ضرب دیں۔ یہ کوئی کسی کی ذات کے لیے تو نہیں ہوا۔ یہ ایک پورا 1971 process

سے چل رہا ہے۔ کئی rehabilitation کے متاثرین کی schemes آئیں لوگوں کو پیسے دیے گئے، پیسے دینے کے بعد زمینیں دی گئیں۔اس کے بعد ہوا کیا؟ (جاری۔۔۔T-11)

T11-07May2026 Tariq/Ed: Waqas. 06:50 pm

سینیٹر محمد طلال بدر۔۔۔(جاری)۔۔۔ کئی متاثرین کی سکیمیں آئیں، لوگوں کو پیسے دیے گئے، پیسے دینے کے بعد زمینیں دی گئیں۔اس کے بعد ہوا کیا، اب ہوتا کیا ہے، یہ میں آپ کو ایک affidavit پیش کر رہا ہوں، اس طرح کے ہمارے پاس بے شمار affidavits ہیں جو وہاں رہنے والوں کے ہیں، یہ میں آپ کو پڑھ کر سناتا ہوں۔ یہ ایک stamp paper ہے،اس میں پہلے نمبر پر لکھا ہے کہ فریق اول جو کہ قابض بلا شرکت غیر ہے، جو کہ محکمہ سی ڈی اے کی ملکیتی زمین پر تعمیر شدہ ہے۔اس کا اگلا حصہ دیکھنے والا ہے،اس میں یہ شق ڈالتے ہیں کہ اگر مستقبل قریب میں سی ڈی اے مکان خالی کروائے تو اس کے متبادل جو مکان دیا جائے گا وہ اس پر فریق اول کا کوئی استحقاق نہیں ہوگا یعنی یہ لکھی ہوئے بات ہے کہ ہم مالک نہیں ہیں، سی ڈی اے کی زمین ہے، ہم نے structure بنایا ہے اگر گرے گا تو جو پیسے لیے وہ واپس۔

جناب چیئرمین! بیس بیس لاکھ کی دکانیں ہیں جو قبضہ تا قبضہ بکتی ہیں، چار سو کمرشل دکانیں تھیں جس سے غریب کا کوئی تعلق نہیں تھا، پورے کا پورا جو multi billionaires مختلف property dealers اور دوسرے لوگ ہیں وہ کرتے ہیں، میں دوبارہ کہہ دوں کہ کسی تفریق کے بغیر اسلام آباد کا encroachment operation جاری ہے، اگر اسلام آباد کلب نے زمین پر encroachment کی ہے وہ بھی واپس کریں گے۔ایک اور example set کرنے کے لیے میں سینیٹر صاحبہ کو بتانا چاہ رہا ہوں کہ Marriot کے سامنے کئی دہائیوں سے F.C. کے کوارٹرز تھے، ذرا جائیں یہ پہلے بھی تو green belt تھی وہ خالی کروائی گئی ہے۔ کسی سرکاری محکمے، کسی بھی امیر یا طاقتور آدمی کے خلاف ایک ہی قانون کے تحت across the board operation ہو رہا ہے۔اس میں سب سے زیادہ security cabins جو کہ Sectors F-6,7,8,9 جہاں پر سب سے زیادہ resourceful لوگ رہتے ہیں ان سے لے کر باقی ساری جگہوں پر ایک جیسا کیا ہے اور جیسا کہ ہماری سینیٹر صاحبہ بہت بڑی environmentalist بھی ہیں، انہیں بہت environment کا خیال ہے، میں ان کو details دوں گا کہ سید پور سے لے کر express highway پر کتنا brown area جو کہ green area تھا اور قبضے کی وجہ سے وہ brown ہو گیا تھا اسے convert کرکے ہم نے دوبارہ green میں شامل کیا ہے۔

جناب چیئرمین ! اگر کوئی کمی کوتاہی ہو وزارت داخلہ بالکل جواب دینے کو تیار ہے لیکن جو کام اصول اور قانون کے مطابق ہو رہا ہے مجھے امید ہے کہ سارا ایوان بھی ہمارے ساتھ کھڑا ہو گا، ہم سے جتنے مرضی سوالات پوچھیں، کہیں کوئی کمی یا کوتاہی ہو تو ہم اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں جناب۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی ڈاکٹر طارق فضل چوہدری صاحب کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

Dr. Tariq Fazal Chaudhary (Minister for Parliamentary Affairs)

جناب ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: بہت شکریہ، جناب چیئرمین ! ویسے تو ہمارے بھائی وزیر مملکت برائے داخلہ طلال چوہدری صاحب نے اس موضوع پر بڑی تفصیل کے ساتھ facts and figures کے ساتھ بات کی ہے اور کچھ معروضات رکھی ہیں۔ لیکن جناب چیئرمین گزارش یہ ہے کہ اس حوالے سے allegations آتے ہیں وہ کچھ اور ہوتے ہیں اور انہیں جس طرح سے tackle کیا جاتا ہے یا جو جواب دیا جاتا ہے اس کا angle بالکل مختلف ہوتا ہے۔ ابھی مثال کے طور پر جتنے اعداد و شمار ایوان میں پیش کیے گئے ہیں میں اس حوالے سے یہ گزارش کروں گا کہ سب سے پہلے میری استدعا یہ ہے کہ بری امام آپریشن کی جو بات ہو رہی ہے جو کہ اس وقت regional نہیں بلکہ national اور اب international مسئلہ بنتا جا رہا ہے، جتنی اس پر بحث ہو چکی ہے اور سینیٹر صاحبہ جیسا کہ فرما رہی ہیں کہ بی بی سی پر بھی اس کے بارے میں بات ہوئی ہے۔

اس کے ground پر جو actual facts ہیں وہ میں آپ کے اور ایوان کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ وہاں دو طرح کی آبادیاں ہیں، یہ جو ایک لفظ استعمال ہوتا ہے کہ بری امام، آج بھی بری امام کی genuine آبادی ہے اس میں سے دس فیصد بھی نہیں گرائی گئی ہے، میں یہ بات ایوان بالا کے ریکارڈ پر کہہ رہا ہوں کہ بری امام کے جو گھر ہیں دس فیصد بھی نہیں گرائے گئے ہیں، گرایا کیا گیا ہے کہ جسے بری امام کا نام دیا جاتا ہے وہ مسلم کالونی تھی، اب ان دونوں میں فرق کیا ہے، فرق یہ ہے کہ جناب کہ جن لوگوں کا اسلام آباد سے تعلق نہیں ہے وہ باہر کے مختلف علاقوں سے آ کر اسلام آباد میں سی ڈی اے کی زمینوں پر گھر بنائیں گے تو وہ ہیں قابضین۔ مسلم کالونی کے جو آباد کار تھے وہ قابضین تھے جو بری امام ہے وہ پانچ سو سے سات سو سال پرانی آبادی ہے۔ جناب سی ڈی اے کو بنے تو ساٹھ سے پینسٹھ سال ہوئے ہیں، وہ چھ سو سال سے اسی جگہ پر اپنے آباؤاجداد کی زمینوں پر آباد تھے تو لہٰذا میری سب سے پہلے گزارش سی ڈی اے اور معزز وزیر سے ہے کہ وہ متاثرین اسلام آباد ہیں وہ قابضین اسلام آباد نہیں

ہیں۔There should be a difference جو باہر سے آکر آپ کی زمینوں پر قبضہ کرے آپ انہیں کہیں کہ اس نے قبضہ کیا ہے، جن کے باپ دادا کی زمینوں پر اسلام آباد بنا ہے ان کے حال پر رحم کیا جائے انہیں قابضین نہ کہا جائے بلکہ انہیں متاثرین کہا جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ لوکل ہیں۔

جناب ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: جی جناب چیئرمین! میں خود متاثرین اسلام آباد میں سے ہوں، ہمارے باپ دادا کی زمینوں پر یہ شہر بنا ہے اسی لیے ان مسائل سے ہم بخوبی واقف ہیں۔ میں اپنی فیملی کی بات اگر آپ کو بتاؤں تو آج بھی سی ڈی اے کے خلاف عدالتوں میں مقدمات لگے ہوئے ہیں، compensation کتنی دی گئی، جائز دی گئی، نہیں دی گئی۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ اس بابت ایوان کے سامنے facts رکھنا بہت ضروری ہیں۔

(مداخلت)

جناب ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: جناب یہ سنجیدہ بات ہے، مجھے اپنی بات مکمل کرنے دیں، اس کے بعد آپ سوال کریں۔ جناب چیئرمین۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ کو پتا ہے کہ یہ توجہ دلاؤ نوٹس ہے۔

جناب ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: جناب میں اس کا جواب دے رہا ہوں۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ متاثرین اسلام آباد کی اسلام آباد کے لیے کیا قربانیاں ہیں۔ اس وقت میرے منسٹر بھائی نے جو اعداد و شمار دیے ہیں، میں جو بات کرنے لگا ہوں اس کی یہ تصدیق کریں گے کیونکہ ان کے پاس تمام کاغذات موجود ہیں، آپ سپر مارکیٹ یا F-6 کی مثال لے لیں، آج وہاں پر ایک کنال رہائشی زمین، میں کمرشل کی بات نہیں کر رہا ہوں، وہاں ایک کنال رہائشی زمین کے پلاٹ کا ریٹ پچاس کروڑ سے زیادہ ہے اور جب 1960 میں یہ زمین acquire کی گئی تو متاثرین کو اس زمین کی کیا قیمت دی گئی، انہیں ایک سو ساٹھ سے اڑھائی سو روپے فی کنال کے حساب سے ادئیگی کی گئی، اس وقت یہ rate تھا جو انہیں دیا گیا۔ یہی rate اس وقت بری امام کو بھی دیا گیا، شاید اس سے بھی کم دیا گیا تھا۔ میری یہ گزارش ہے کہ ہم اس چیز کو بالکل contest نہیں کر رہے ہیں، میں بری امام کے لوگوں کی بات کر رہا ہوں، ان کی نمائندگی کرتے ہوئے کہ یہ ہماری زمین ہے، وہ بالکل نہیں کہہ رہے، کبھی یہ سوال پیدا نہیں ہوا کہ

یہ زمین کس کی ہے، یہ زمین سی ڈی اے کی ہے، 1960 سے جب Presidential Ordinance کے تحت اسلام آباد بنا تب سے یہ زمین سی ڈی اے کی ہے، مسئلہ صرف یہ ہے کہ جو متاثرین پچھلے پانچ سو یا چھ سو سالوں سے آباد ہیں انہیں اگر آپ نے بے دخل کرنا ہے اور یقیناً اس پر کسی کو اعتراض نہیں ہے کیونکہ زمین تو سی ڈی اے کی ہے، آج بے دخلی نہیں ہو گی تو پچاس یا سو سالوں کے بعد ہو جائے گی، زمین کی ملکیت تو تبدیل نہیں ہو سکتی ہے that lies with CDA لیکن ان کی بے دخلی کس انداز سے کرنی ہے، کیا اس انداز سے کرنی ہے کہ انہوں نے یہاں پر قبضے کیے ہیں اور ہم نے زبردستی انہیں اٹھا کر باہر کرنا ہے یا جو آپ نے بھی بات کی اور بالکل میرے بھائی طلال چوہدری صاحب نے بھی بات کی کہ جو ریاست ہوتی ہے وہ ماں کا درجہ رکھتی ہے۔ میں آپ کو ایک مثال دیتا ہوں، میرے تین سوال ہیں جو کہ مسلم کالونی کے حوالے سے ہیں۔ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ باہر سے آکر جو آباد ہوئے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ کو لگ رہا ہے کہ یہ سارا کام طلال صاحب نے خود کیا ہو گا؟

جناب ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: جناب میں اسی بات کی وضاحت کر رہا ہوں کہ مسلم کالونی کے حوالے سے میرے صرف تین سوال ہیں کہ جو لوگ باہر سے آئے، ان کا اسلام آباد سے کوئی تعلق نہیں تھا، زمین سی ڈی اے کی تھی، میرے پاس وہ google images موجود ہیں کہ 2000 اور 2005 میں یہ زمین بالکل خالی تھی، وہ ٹھیک کہہ رہے ہیں، پہلا سوال یہ ہے کہ اسلام آباد سے باہر کے لوگ یہاں پر آکر سی ڈی اے کی زمین پر کیسے آباد ہوئے، کیا وہ ادارے کی ملی بھگت کے بغیر آباد ہو سکتے تھے؟ ہمیں ان کے خلاف بھی ایکشن لینے کی ضرورت ہے کہ جن کی ملی بھگت سے وہ یہاں آکر آباد ہوئے۔ اس کے بعد انسانی ہمدردی کی بنیادوں پر، companionate grounds پر مسلم کالونی کے ان لوگوں کو جو سی ڈی اے کی زمینوں پر آکر آباد ہوئے تھے انہیں فراش ٹاؤن جو کہ میرے حلقے میں آتی ہے، وہاں انہیں تین تین مرلے کے پلاٹ دیے گئے کہ جو کچی آبادی کے مکین ہیں ان کے پاس سر چھپانے کی کوئی اور جگہ نہیں ہے، وہ ان کا right نہیں ہے لیکن انسانی ہمدردی کی بنیادوں پر جیسا کہ آپ نے کہا کہ ریاست ماں ہوتی ہے تو انہیں تین تین مرلے کے پلاٹ دیے گئے، بہت اچھا کیا گیا اور میں اسے appreciate کرتا ہوں۔ جس دور میں بھی ہوا میں اسے appreciate کرتا ہوں، زیادہ ہمارے دور میں ہوا لیکن جس نے بھی کیا وہ اچھا کیا۔ جناب وہ لوگ وہاں سے دوبارہ آگئے اور مسلم کالونی دوبارہ بن گئی وہ پھر کیوں آباد ہوئے؟ یہ میرا دوسرا سوال ہے، انہیں کیوں نہیں روکا گیا۔

آگے جاری۔۔۔(T-12)

جناب طارق فضل چوہدری: (جاری) یہ میرا دوسرا سوال ہے۔ انہیں کیوں نہیں روکا گیا؟ جو بھی حکومت تھی، کیا یہ ہمارا کام نہیں تھا کہ انہیں دوبارہ آباد ہونے سے روکتے کہ بھئی، آپ کو تو ہم نے فراش ٹاؤن کی شکل میں ایک الگ آبادی دے دی ہے۔ اس کے بعد آج جب ان کو displace کیا جا رہا ہے یا کیا گیا ہے تو آج بھی ہم انہیں compassionate grounds پر، انسانی ہمدردی کی بنیاد پر compensate کر سکتے ہیں۔ ان کے لیے کوئی special fund مخصوص ہو سکتا ہے۔ ہم یہاں پر جو بات کر رہے ہیں، اس کو عملی جامہ پہنانے کے لیے میں وزیر مملکت صاحب سے اور وزیر داخلہ صاحب سے بھی گزارش کروں گا کہ یہ purely humanitarian grounds کی بات ہو رہی ہے، ان کے legal right کی بات نہیں ہو رہی۔ یہ تو معاملہ ہے مسلم کالونی کا۔ ان کے ساتھ جو دس فیصد بری امام کے گھر بنے تھے، ان کے ساتھ attached تھے، وہ گرے ہیں۔ بری امام کا main گاؤں آج بھی اسی طرح ہے۔ اس کی 90 فیصد آبادی موجود ہے۔ اب اگر انہیں وہاں سے بے دخل کرنے کی بات ہو رہی ہے تو ان کے لیے ہمیں کوئی ایسا فارمولا بنانا چاہیے، کچھ لوگوں کو تو ان کے تمام rights مل چکے ہیں، 1960s میں مل گئے تھے۔ جب 1960s میں ملے تھے تو قبضہ بھی اسی وقت لینا چاہیے تھا لیکن وہ ہم نے نہیں لیا۔ آج وہ لوگ genuine ہیں، متاثرین ہیں، ان کے ساتھ بھی ہمدردی والا رویہ روا رکھتے ہوئے، بہتر انداز سے انہیں compensate کر کے وہاں سے displace کرنا چاہیے۔ یہ total مدعا ہے جو میں نے آپ کے سامنے رکھا ہے۔

جناب چیئرمین! میری اس سلسلے میں ایک گزارش یہ بھی ہے، آخری بات عرض کر رہا ہوں کہ بری امام کے طرز کے اسلام آباد میں ایک درجن سے زیادہ دیہات ایسے ہیں جو acquired land کے اوپر آباد ہیں۔ ان کا same status ہے۔ وہ سارے کے سارے اپنی جگہ بیٹھے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے اور میں نے الحمد للہ بات بھی کی ہے، ظاہر ہے ہماری اپنی گورنمنٹ ہے، ہم ہی نے یہ ساری policies بنانی ہیں، Interior اس کو lead کر رہی ہے، اگر سب سے ہم نے یہ بات کرنی ہے تو ایک یکساں پالیسی بنا کر معاملات کو آگے بڑھانا ہوگا۔ سی۔ڈی۔اے میں ایک اور رواج بڑا عرصہ رہا ہے۔

(اس موقع پر ایوان میں اذان مغرب سنائی دی)

جناب طارق فضل چوہدری: جناب چیئرمین! میرے چند اختتامی جملے ہیں۔ میں اپنی بات کو close کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میری بھی یہ ہدایت ہوگی اور Chair سے order ہوگا کہ دونوں ہماری وفاقی کابینہ کے وزرا صاحبان ہیں، دونوں ایک ہی کابینہ کا حصہ ہیں، اگر اس طرح کے issues ادھر کابینہ میں بیٹھ کر discuss کیے جائیں تو میرے خیال میں بہتر ہوگا۔ رانا ثناء اللہ صاحب! دونوں آپ کی پارٹی کے سینیٹرز ہیں، آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟

رانا ثناء اللہ خان: ان کو مکمل کرنے دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ اس کو wind up کرتے ہیں؟ میری دونوں سے گزارش ہے کہ اس کو کابینہ کے اندر discuss کریں۔ میں نے باقی ایجنڈا بھی لینا ہے۔ آپ wind up کریں۔

جناب طارق فضل چوہدری: جناب! اس وقت جو status بری امام کا ہے اور یہ کہا جا رہا ہے کہ بیشتر لوگوں نے compensation لی ہے اور کچھ کی رہ بھی گئی ہے تو جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ اس سے پہلے بھی اس طرح کے معاملات اسلام آباد میں رہے ہیں اور سی۔ڈی۔اے انہیں package deal دیتا رہا ہے۔ انہیں بھی package deal دی جائے۔

(اس موقع پر سینیٹر فیصل سلیم رحمان نے کورم کی نشاندہی کی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: کورم کی نشاندہی ہو گئی ہے۔ گنتی کی جائے۔ میری آفس سے گزارش ہے کہ پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس موقع پر گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی چیئرمین: ابھی دوبارہ گنتی کرلیں۔

(اس موقع پر گنتی کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: کورم پورا نہیں ہے۔ لہٰذا، ایوان کی کارروائی بروز جمعہ، 8 مئی، 2026، صبح ساڑھے دس بجے تک ملتوی کی جاتی ہے۔

[The House was adjourned to meet again on Friday, 8th May, 2026 at 10:30 am]